فہرست مطالب رسالہ منہج الوصول جسمین اصل مطالب کا خلاصہ نہایت وضح کرکے لکھا گیا ہے جس سے اونکا سمجھنا زیادہ آسان ہوگیا ہے

فہرست اہم مطالب حواشی

تمت بالخیر و العافیہ

اطلاع اس رسالہ کو سوائے شیعہ کے اور مذہب کے لوگ از راہ عنایت نہ دیکھیں

والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

للہ الحمد والمنۃ کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول دین میں ہے اور جو
عمدہ تصنیفات فاضل جلیل و عالم بے عدیل مولوی سید محمد علی حسن صاحب
ادام اللہ فیضہ الجمیل سے ہے اور جسکا نام نامی ہے

سنہ ۱۳۰۲ ہجری

منہج الوصول فی الاصول

علی منوال

الفصول فی الاصول

۱۱-۹ ۵ شعبان

ہی خاص بغرض افادہ استفادہ عامۂ مومنین شیعہ اثنا عشریے
اہل ہند کے بسعی و حسن اہتمام خیر خواہ مومنین
سید عابد علی رضوی مالک و مہتمم مطبع

مطبع اثنا عشری واقع محلہ آوزیر گنج شہر لکھنؤ میں چھاپا گیا

۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ظہرت فی کل شیء دلائل توحیدہ وقدرتہ وتجلت من کل موجود اثار عدلہ وحکمتہ وتلألأت من کل مخلوق انوار جلالہ وعزتہ وطلعت من کل مصنوع ایات کمالہ وعظمتہ والصلوۃ والسلام علی الاصفیاء الذین ہم مظاہر کمالاتہ وکرامتہ من انبیائہ ورسلہ واولیائہ وملائکتہ لاسیما علی رسولہ وحبیبہ وخیر خلقہ وبریتہ محمد المخصوص بختم نبوتہ ورسالتہ وعلی ابن عمہ ووصیہ الذی ہو باب مدینۃ علمہ وحکمتہ ومولی کل مومن ومومنۃ

من امّته وعلی الائمۃ الهادین المهدیین من عترته وذرّیته الطّیبین الطّاهرین المخصوصین بجلائل کرامته ومکارم خلافته وعلی اصحابه المجاهدین فی نصرته واعلاء کلمته والمتمسّکین بما ترک فیهم من الثقلین من الکتاب العزیز وعترته صلوٰۃ دائمة زاکیة نامیة الی یوم القیمة الّذی هو یوم عدل الله ورحمته

امّا بعد حقیر سراپا تقصیر ننگ کونین السّید محمّد شمس الدّین حسین المعروف بالسید محمد علی حسن ابن المولوی السّید محمد امجد علی مکّی ومدنی اصلا وشرفا وواسطی نسبا وعلی پوری وبهیروی وفتحپوری مولدا وموطنا ولکهنوی ومعاشا ومسکنا عفا الله عنه وعن والدیه یوم الدّین وحشرهم فی زمرۃ موالیهم الطّاهرین وسادهم الطّیبین خدمت برادران ایمانی مین یه عرض پرداز ہے که هرگاه علم کلام اجل واشرف علوم مین سے ہے جسکے ذریعه سے علم یقینی بدلائل قطعی عقائد دینی کا حاصل هوسکتا ہے علی الخصوص وه جز اوس کا جو اصول دین سے متعلق ہے اور بمضمون طلب العلم فریضة علی کل مسلم الا ان الله یحب بغاۃ العلم تحصیل وتکمیل اوسکی حتی الوسع هر صاحب ایمان پر واجب ولازم ہے اور زبان اردو مین کوئی ایسا عمده رساله اوسکا جس سے نفع هر خاص وعام باسهل طرق ممکن هو موجود نهین هو بدین وجه ایک مدّتِ دراز سے مین اس فکر مین تها که ایک عمده

رسالہ ایسا اس علم مین مہیا کرون مگر بوجوہ عدیدہ یہ امر آجتک ممکن نہین ہوا لیکن
جبکہ مجھکو بحالت بعض تالیفات کے بعض مقامات پر مباحث کلامیہ کے تحریر و
تحقیق کی ضرورت ہوی اور اسوجہ سے مجکو اسکی ضرورت زیادہ تر دریافت
ہوئی کہ مؤمنین ہند کے لئے کوئی ایسا رسالہ مرتب کیا جائے اور اتفاقاً ایک
دوست کے ایماء کے بموجب مینے اوس رسالۂ شریفہ پر بغور نظر کی جسکو مولائی
اعظم و امام اکرم افضل المحققین سند العلماء المتبحرین نصیر الملۃ والدین محمد بن
محمد بن الحسن الطوسی اعلی اللہ مکانہ ووسع لہ جنانہ نے چند اوراق مین بکمال
ایجاز و اختصار تصنیف کیا تہا اور نام اوسکا الفصول فی الاصول
رکہا تہا اور جو دراصل زبان فارسی مین تہا اور جسکا بعض علما نے خاص
بنظر افادہ اہل عرب کے عربی مین ترجمہ کیا تہا تو کتاب مذکور کو مینے قدر
ضروری و اہم امور علم مذکور پر محتوی پایا اور بوجہ اوسکے ایجاز و اختصار کے
افادۂ مؤمنین ہند مین اوسکو عظیم النفع تصور کیا لہذا تصنیف رسالہ جداگانہ کو
بشرط افضال و توفیق اللہ تعالے زمانہ آئندہ پر موقوف رکھکر سر دست
بغرض نفع عامہ مؤمنین اس امر کو ضروری خیال کیا کہ رسالۂ مذکور کو زبان اردو
مین ترجمہ اور اوسمین مناسب توضیحات اور اضافات مندرج کرکے نذر احباب
کرون لہذا مینے خاص اسی مطلب سے اس رسالہ کو تحریر کیا اور نام اس کا
منہج الوصول فی الاصول علی منوال الفصول فی الاصول رکہا ہے

نفعنا اللہ و سائر المؤمنین بھا فی الدنیا والدین
وھدانا وایاھم للتمسک بسادتنا الطیبین ورزقنا
وایاھم الحشر مع موالینا الطاھرین صلواۃ اللہ علیھم اجمعین الی یوم الدین
اور یہ رسالہ چار فصلون پر متضمن ہی اور جو مسائل مینے اضافہ کئے ہین اونکے
ابتدا مین لفظ اضافہ یا تکملہ یا تمہید مناسب کی استعمال ہوئے ہے تمہید
مناسب اوّل اللہ تعالے کی معرفت جیسا بموجب بہت سے آیات
قرآنی و احادیث نبویؐ و ائمہ طاہرین علیہم السلام کی واجب ہے اوسیطرح
اس دلیل عقلی سے بھی واجب ہی کہ جب انسان اپنے وجود پر اور اون نعمائے
کثیرہ پر جو اوس کے شامل حال ہین نظر کرتا ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ
کوئی اوسکا بنانے والا ہے جسنے اوسکو بکمال حکمت وصنعت بنایا ہے اور
جب وہ حکیم ہے تو چونکہ فعل حکیم کا حکمت اور مصلحت سے خالی نہین ہوتا تو
اب اوسکو ضرور یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالے نے اسکو کسے
غرض کے واسطے پیدا کیا ہے تو اگر اوس غرض کے موافق یہ کلام نکرے
تو ممکن ہے کہ اسوجہ سے اوسکا بنانے والا اوس سے ناراض ہو پس
اوسکو بغرض دفع اس خوف کے کیونکہ دفع خوف کا ضرور بالبداہتہ واجب ہے
اوّلا اللہ تعالے کی معرفت اور بعد از آن دریافت کرنا اپنی اعراض خلقت کا
واجب ہوگا تمہید مناسب دوم اصول دین کا علم یقینی حاصل کرنا

۵

ضرور ہو صرف ظن و گمان کافی نہین ہے جس مین خوف خطا کا باقی رہتا ہے
پس اصول دین مین سے جو بدیہی نہو اوسکا بدلیل یقینی جاننا ضرور ہی اور چونکہ صرف
کسیکے قول کی بموجب ایک امر کا جان لینا تقلید ہی اور ایسے تقلید صرف گمان اور
ظن کو کافی ہوتی ہی اور مفید یقین کے لئے نہین ہوتے اسوجہ سے اصول دین کی
علم مین تقلید کافی نہین ہی باقی یہ امر کہ کس قسم کے دلائل یقینی سے جاننا ضرور ہے
اس باب مین صحیح امر یہ ہی کہ بموجب اختلاف فہم مکلفین کے یہ وجوب بھی مختلف طور پر
ہوتا ہے بدلائل علم کلام اہل علم کو اور جو ایسے اشخاص ہون کہ دلائل مذکورہ کو سمجھ
سکتے ہون اصول دین کا جاننا واجب ہی اور خاص اوس قدر قدرت تامہ
حاصل کرنا کہ رفع معظم شبہات پر قدرت حاصل ہو خاص علما پہ واجب کفائی ہی
اور جو سب پر واجب ہی اور جو ایمان کے لئے کافی ہی اور بہت سہل دلیل ہے وہ
یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے دعوی نبوت کا کیا اور اوس کی تصدیق کے لئے
معجزات کثیرہ دکھلائے اور اوسکی ایسے لوگون نے اور اس کثرت سے گواہی دے
کہ اونکا واقع ہونا ضرور ایک امر یقینی ہی اور یہ مقدمہ بھی یقینی ہی کہ جس سے
ایسے معجزات ظہور مین آئین وہ ضرور سچا ہوتا ہی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و آلہ ضرور سچے تھے پس جو ہدایتین انہون نے فرمائین وہ سب سچے ہین اور
اصول دین کے باب مین جملہ اعتقادات اصولی بموجب اونکے ارشاد کے یا انکہ
اونمین سے اوس قدر ضرور بالیقین بموجب ارشاد آنحضرت کے ہمکو معلوم ہوے

٦

ہین جو علماء شیعہ مین اختلافی نہین ہین پس ایسے اعتقاد ضرور سچے اور یقینی
ہین اور اسیقدر دلیل سے جاننا اصل ایمان کے لئے کافی ہی اور بعد اوسکے
وجوب علم دلائل بحسب اختلاف طبائع مکلّفین مختلف ہوگا اور باوجود قدرت
قدر واجب حاصل نکرنیکے وجہ سے آدمی عاصی ہوگا مگر اصل ایمان سے محروم نہوگا

فصل اوّل بیان توحید مین **اصل** جس شخص کو حاصل ہوتا ہے ادراک یعنے
علم کسی شئے کا بذریعہ حواس کے حاصل ہوتا ہے اوسکو ادراک اوس شئے کے
وجود کا کیونکہ وہ بالضرورت یعنے بالبداہتہ جانتا ہی اس بات کو کہ جو شئے مدرک
یعنے معلوم ہوتی ہے بذریعہ حواس کے وہ موجود ہی اور جو نہین موجود ہے وہ
نہین مدرک یعنے نہین معلوم ہوتی بذریعہ حواس کے اور جبکہ وجود ایسے شئے
مدرک یعنے معلوم کا ضروری یعنے بدیہی ہوا تو مطلق وجود بھی ضرور ہے
یعنے بدیہی ہوا کیونکہ یہ مطلق جز اوسکا ہی اور ضروری یعنے بدیہی ہونا مرکب کا
مستلزم ہی ضروری یعنے بدیہی ہونیکو اوسکی اجزا کے پس یہ مطلق وجود نہین محتاج
کسی تعریف کا اور جس شخص نے تعریف کی شئے وجود کی تو تعریف کی ہی ساتھ ایسے تعریف کے
جو معلوم ہوتی ہی بسبب وجود کے یا کہ جسکا علم حاصل ہوتا ہی ساتھ علم وجود کے اور
اذکیا ایسے تعریف کو شخص نہین جانتے تقسیم وجود شئی کا یا آنکہ بسبب اوس کے
غیر کے ہوگا یا بسبب دسکے غیر کے نہوگا اور اوّل یعنے جسکا وجود بسبب غیر کے ہو
ممکن ہی اور دوم یعنے جسکا وجود بسبب غیر کے نہو وہ واجب ہی اور موجودات منحصر

ہین انہین دونون مین اور ممکن جبکہ ہوا وجود اسکا بسبب غیر کے تو جب نہ اعتبار کیا
جائے اوس غیر کا تو ہوگا اوس ممکن کے لئے وجود اور جبکہ نہ ہوا اوسکے لئے وجود
تو ہوگا اوسکے غیر کیلئے اوسکے سبب سے وجود بوجہ محال ہونے اس امر کے کہ معدوم
موجد ہو کسی موجود کا تکملہ مناسب وجود اللہ تعالیٰ کا یعنے موجود ہونا اوسکا بدیہی
ہی کیونکہ بمعائنہ اوسکے آثار قدرت کے دریافت ہوسکتا ہی اسواسطے کہ جو شخص خود
اپنے وجود اور وجود اجسام پر اور جو صنائع اونمین ہین اونپر نظر کرے یہ دریافت
کرسکتا ہی کہ کوئی حکیم دانا بنانیوالا اوسکا اور اون اجسام کا ہی اور گو بظاہر یہ علم
بذریعہ دلیل متصور ہوتا ہی اور اس سبب سے یہ مسئلہ بظاہر نظری ہی مگر درحقیقت
یہ جو دلیل سمجھی جاتی ہی وہ ایک تنبیہ ہی اور کسی علم کا محتاج تنبیہ ہونا خلاف اوسکے
بداہت کے نہین ہی اصل جو شخص کہ جانیگا حقیقت واجب اور ممکن کو جسطرح کہ بیان
کیگئی وہ جان لیگا بادنی فکر کہ اگر واجب الوجود موجود نہوتا تو کسی شی کا ممکنات
سے اصلا وجود نہوتا کیونکہ موجودات اسوقت مین سب ہوتے ہین ممکنات اور ممکن
کیلئے نہین ہی وجود بسبب اوسکے ذات کے اور نہ اوسکے غیر کے لئے وجود اوسکے
سبب سے پس ضروری وجود واجب الوجود کا تا کہ حاصل ہوا اوس کے
سبب سے وجود ممکنات ہدایت واجب الوجود جب کہ نہوا وجود اوسکا
بسبب اوسکے غیر کے تو وہ واجب الوجود ہوا بغیر اعتبار اپنے غیر کے
پس نہین ممکن ہی کہ فرض کیا جاوے عدم اوسے واجب الوجود کا اور اس

اعتبار سے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ باقی اور ازلی اور ابدی اور سرمدی ہے

اور باعتبار اس امر کے وجود اون اشیاء کا جو سوا اوسکے ہین بسبب اوسکے

ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ صانع اور خالق اور باری اور مصور ہے

اللہ تعالی قدیم ہے کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور جو ایسا ہو وہ قدیم ہے

اصل بعد ازان جب فکر کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس شئی کی ذات مین

کثرت ہو گو وہ کثرت بطور فرض کے ہو وہ محتاج ہوتا ہے اپنی غیر کا کیونکہ وہ محتاج

ہوا اپنے آحاد یعنے اجزا کا اور احاد اوسکے غیر اوسکے ہین پس جو شئی ایسی

ہو کہ اوس مین کثرت ہو یا اوس مین لیاقت قبول قسمت و تقسیم کے ہے وہ ممکن ہے

اور منعکس ہوتا ہے یہ قضیہ بعکس نقیض طرف اس قول کے کہ جو شئی نہین ہے

ممکن نہین ہے متکثر یعنے نہین ہے اوس مین کثرت پس واجب الوجود واحد ہے

جمیع جہات و اعتبارات سے اصل حقیقت واجب الوجود کے امر واحد ہوتی

ہے کیونکہ وہ مدلول ہے دلیل یعنے عنوان واحد کے اور وہی ممتنع ہونا اوسکے

عدم کا ہے پس اگر فرض کیجاوین اوس مین سے زیادہ ایک ذات سے تو شریک

ہونگی حقیقت واجب مین اور باہم ممتاز ہونگی بسبب کسی اور امر آخر کے

پس لازم آئیگا مرکب ہونا ہر واحد کا مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے

یعنے ہر واحد مین اس صورت مین دو چیزین ہونگے ایک وہ کہ جس مین

وہ سب مشترک ہین اور ایک وہ جسکے وجہ سے وہ باہم ممتاز ہین اور جو

مرکب بنے وہ ممکن ہے پس نہونگے وہ جو واجب فرض کئے گئے تھی واجب الوجود

خلاف مفروض ہے پس اس صورت مین نہین موجود حقیقت واجب سے

مگر ذات واحد ھذا ایہ ہر متحیز یعنے جسکا وجود کسے مکان مین ہو محتاج ہے

اپنے حیز یعنے مکان کا اور ہر عرض یعنے جو ممکن کہ وجود اوسکا قائم ساتھ کسے

محل کے ہو محتاج ہے طرف اپنے محل کے اور حیز اور محل غیر ہین متحیز اور عرض کے

تو نہوگا واجب الوجود جو محتاج نہین ہوتا غیر کا متحیز اور نہ عرض اور جس شے

کیجانب اشارہ حسی کیا جائے وہ متحیز یا عرض ہی تو نہین واجب الوجود ایسا کہ

اوسکے جانب اشارہ حسی کیا جائے تبصرہ یعنے جو عقل مین آتی ہین لفظ

حلول سے وہ ہونا ایک موجود کا ہے ایک ایسے محل مین کہ جسکے ساتھ وہ شے

قائم ہو پس واجب الوجود جو قائم بذاتہ ہے تو محال ہے واجب الوجود پر یہ کہ

حلول کرے وہ کسی شے مین اور محل ایسا متحیز ہے کہ حلول کرین اوس مین

اعراض پس واجب الوجود چونکہ نہین ہے متحیز محال ہے اوس مین حلول اعراض کا

تکملہ مناسب اللہ تعالی جسم نہین ہے کیونکہ ہر جسم مرکب ہے اور اللہ

تعالی مرکب نہین تکملہ والد وہ جسم انسانی ہے کہ جسکے بعض اجزا سے ایک

دوسرا جسم انسانی پیدا ہوا اور یہ دوسرا جسم انسانی ولد کہلاتا ہے پس

اللہ تعالی کسیکا والد یا ولد نہین ہے کیونکہ وہ جسم نہین اور باطل ہوا

قول اون نصارے کا جو اللہ تعالے کو والد حضرت عیسی کا اور حضرت عیسے

علیہ السلام کو ولد اللہ تعالی کا اور الٰہ بھی کہتے ہین اور اگر مرتبہ روحانی حضرت
عیسیٰ ام کو الٰہ کہتے ہین تو وہ بھی بموجب صحیح قول کے جسم ہے ۞ تکملہ اللہ تعالے
محل کسی شی کا نہین ہے کیونکہ اگر محل ممکنات کا ہو تو وہ حوادث ہین پس اوسکا
ہونا محل حوادث کا لازم آئیگا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ صریح نقص ہے اور اگر
محل کسی واجب کا ہو تو تعدد واجب الوجود کا لازم آئیگا اور یہ بھی محال ہے ۞ تکملہ
کوئی شی اللہ تعالی کی سوا قدیم نہین ہے کیونکہ جو سوائے خدای تعالی کے
ہر وہ ممکن ہے اور جو ممکن ہے وہ حادث ہے ۞ تکملہ اللہ تعالی کی صفات حقیقیہ سب
عین ذات ہین کیونکہ اول تو اگر یہ صفات غیر ذات ہون تو اگر ممکن ہون تو
اللہ تعالی کا محل حوادث ہونا لازم آئیگا اور اگر وہ واجبات ہون تو تعدد واجبات کا
لازم آئیگا یعنے کئی واجب الوجود پائی جاوینگے اور یہ محال ہے اور دوسرے
اگر وہ صفات نقص ہون تو لازم آئیگا اللہ تعالی کا متصف ہونا ساتھ صفات
نقص کے اور یہ محال ہے اور اگر صفات کمال ہون تو لازم آئیگا خالی ہونا اللہ تعالے کا
اپنے مرتبہ ذات مین کمال سے اور محتاج ہونا اپنے کمال مین طرف غیر کے
اور یہ بھی محال ہے ۞ اضافہ اللہ تعالی کسی چیز سے متاثر نہین ہوتا یعنی کوئی
چیز اوس مین اثر نہین کر سکتے کیونکہ اگر ایسا ہو تو وہ محل حوادث ہو جائے
اور یہ محال ہے ۞ تبصرہ معنے مفہوم اتحاد کے ہو جانا دو شیئون کا ہے شی واحد
اور وہ محال ہے عقلا کیونکہ دونون ایک ہو گئے تو دو نہین رہے اور دو رہے

ہین تو ایک نہین ہوئے **تکملہ متضمن موعظہ حسنہ** پس جو لوگ حضرت عیسیٰ
علی نبینا وعلیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے متحد ہونیکے قائل ہین یا اللہ تعالیٰ کے
حضرت عیسیٰ مین حلول کرنیکے قائل ہین اونکا قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے
کہ اتحاد اللہ تعالیٰ کا کسیکے ساتھ اور حلول کرنا اللہ تعالیٰ کا کسی مین درست نہین
تکملہ متضمن معرفت جو اکثر صوفی لوگ وحدت وجود کے قائل ہین اونکا
قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے کہ اگر اونکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر
شئی کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی مین حلول کرتا ہے تو یہ
قول اسوجہ سے صحیح نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اتحاد کسی شئی سے یا اللہ تعالیٰ کا
حلول کسی شئی مین ممکن نہین ہے بلکہ صریح محال ہے اور اگر اونکا مطلب یہ ہے
کہ موجود صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور تمام اشیاء معدوم ہین صرف
اللہ تعالیٰ کی ذات مین کچھ اعتبارات وقیود عدمی لگنے سے تمام اشیاء کا وجود محض
اعتباری اور غیر حقیقی پیدا ہوتا ہے تو یہ قول صریح مخالف بداہتہ کے ہے کیونکہ وجود
حقیقی اشیاء کثیرہ کا بدیہی ہے اور علاوہ اذین اسطرح یہ صوفی لوگ منکر اللہ تعالیٰ
کے رازق اور خالق اور قادر اور حکیم اور رحیم ہونے اور بہت سے عمدہ کمالات
اللہ تعالیٰ کے ہین اور خدا محفوظ رکھے اوس معرفت سے کہ خدا کی بڑے بڑے
کمالات اور بڑی بڑی سلطنتون کے معرفت کھووے **تکملہ متضمن کلمہ تقویٰ**
جن لوگونکے کلام سے اتحاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باجناب

امیر علیہ السلام یا باقی ائمہ علیہم السلام کا ساتھ اللہ تعالی کے ثابت ہوتا ہے
یا حلول اللہ تعالی کا ان حضرات مین اونکے قول سے پایا جاتا ہے اونکے
اقوال بھی اسیوجہ سے نادرست ہین کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھہ
یا حلول اللہ تعالی کا کسے مین ممکن نہین ہے **تبصرہ** الم اور لذت تابع ہین
مزاج کی اور مزاج عرض ہے توجبکہ واجب الوجود محل اعراض کا نہین ہو سکتا ہی
تو محال ہے واجب الوجود پر الم ولذت **تبصرہ** ضد ایک عرض ہے کہ بعد اوسکے
عارض ہوا وسکے محل کو ایک اور عرض جو منافی ہو عرض اول کی لئے اور ند وہ
شئی ہے کہ ایک دوسرے شئی کی مشارک ہو حقیقت مین اور یہ ثابت ہوچکا ہی
کہ واجب الوجود عرض نہین ہے اور نہ کوئی اور شئی مشارک اوسکے ہے
اوسکے حقیقت مین پس واجب الوجود کی لئے نہ کوئی ضد ہے نہ ند ہے
تکملہ تنویریہ جو لوگ ظلمت و نور کو یا اون مین سے ایک کو شریک اللہ تعالی کا
خلق اشیاء مین سمجھتے ہین اونکے قول کا غلط ہونا اسوجہ سے بھی ثابت ہے
کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک اور ند نہین علاوہ ازین ظلمت و نور ممکنات سے
ہین پس وہ خالق نہین ہوسکتے ہین **اصل** یہ ثابت ہوچکا ہے کہ وجود ممکن کا
بسبب اوسکے غیر کے ہوتا ہے پس بروقت ایجاد ممکن کے نہوگا ممکن موجود
اسواسطیکہ ایجاد موجود کا محال ہے پس ہوگا ممکن اوسوقت معدوم پس
وجود ممکن کا مسبوق یعنے موخر ہے اوسکے عدم سے اور ایسا وجود

جسکا عدم اوسپر سابق ہو حدوث کہلاتا ہے اور ایسا موجود محدث اور حادث
کہلاتا ہے پس حکما جو قائل ہین کہ حوادث غیر متناہیہ کا وجود ہوا ہے اوسکا
محال ثابت کرنا محتاج نہین ہے بیان طویل کا بعد اسکے کہ ثابت ہوا ممکن
ہونا حوادث کا جو مقتضے اونکے حادث ہونے اور عدم سابق کا ہے اور جس سے
لازم آتی ہے تناہے حوادث کے مقدمہ یہ ہر موثر یا آنکہ اثر اوسکا تابع اوسکے
قصد اور داعی یعنے خواہش اور ارادہ کا ہوگا یا نہین ہوگا بلکہ تابع ہوگا اوسکے
مقتضائے طبیعت کا اور قسم اول کا نام قادر اور قسم دوم کا نام موجب ہے اور اثر
قادر کا موجود ہونا ہے اپنے عدم سے کیونکہ داعی یعنے خواہش اور ارادہ کرنیوالا نہین
خواہش کرتا مگر ایجاد معدوم کا کیونکہ ایجاد موجود اور تحصیل حاصل محال ہے
اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے زمانہ مین کیونکہ اگر اثر موجب کا
موخر ہوا ہو اوس سے زمانہ مین تو ہوگا وجود اثر مذکور کا ضرور ایک خاص زمانہ مین
سوائے دوسرے زمانہ کے پس اگر موقوف نہو کسے اور شی پر سوائے موثر
مذکور کے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور اگر موقوف ہوگا اثر مذکور کسے
اور شی پر سوائے موثر مذکور کے تو نہ ہوگا موثر مذکور موثر تام اور یہ خلاف
مفروض کے ہے کیونکہ موثر مذکور تام فرض کیا گیا تھا نتیجہ واجب الوجود
جو موثر ممکنات مین ہے اگر ہوتا موجب تو ہر آئینہ ہوتے ممکنات قدیم کیون کہ
دریافت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالی قدیم ہے اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ

ہوتا ہے ہر زمانہ مین اور لازم یعنے ممکنات کا قدیم ہونا باطل ہے کیونکہ یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ ممکنات حوادث ہین پس ملزوم یعنے واجب الوجود کا موثر موجب
ہونا بھی اوسیطرح باطل ہے الزام واجب الوجود فلاسفہ کی نزدیک موثر
موجب ہے اور ہر موثر موجب جدا نہین ہوتا اغر اوسکا اوس سے پس لازم
آیا یہ الزام فلاسفہ پر کہ جسوقت کوئی شئی عالم مین سے معدوم ہو جائے تو معدوم
ہو جانے واجب الوجود کیونکہ عدم اس شئی کا بسبب عدم کسی ایسے شئی کے
ہوگا جو شرط اوسکے وجود کے ہو یا آنکہ بسبب عدم کسی ایسی شئی کے جو جزو یا سبب
اوسکا ہو اور کلام کیا جائیگا اسیطرح عدم مین اس شرط اور جزو سبب کے کہ
آیا عدم اوسکا بوجہ عدم کسی شرط یا جزو یا سبب کے ہوا ہی تا آنکہ منتہی ہو طرف واجب الوجود
کی کیونکہ موجودات تمامہا منتہی ہوتے ہین سلسلہ حاجت مین طرف واجب لذاتہ
کی پس لازم آئیگی انتہا اس شئی مفروض کے عدم کیطرف واجب الوجود
لذاتہ کے اور بحمد اللہ فلاسفہ کو نہین مفر ہے اس الزام سے نقض فلاسفہ نے
کہا ہی کہ واحد سے نہین صادر ہوتا ہے مگر واحد اور جو شبہہ اونہون نے
بطور دلیل اس دعوی پر ذکر کیا ہے وہ مرتبہ غایت رکاکت مین ہے اور اوسی
وجہ سے وہ قائل ہوئے ہین کہ نہین صادر ہوتی ہے باری تعالی سے بلاواسطہ
مگر عقل واحد اور عقل مین کثرت ہے اور وہی ماہیت عقل کی ہے اور وجوب
بالغیر اور امکان اوسکا اور تعقل واجب یعنے علم واجب کا اور تعقل اوس کے

۱۵

ذات کا یعنے علم اپنی ذات کا ہے اور اسی سبب سے صادر ہوی ہی عقل مذکور ہے
ایک عقل آخر اور نفس اور فلک جو مرکب ہے ہیولے اور صورت سے اور لازم
آتا ہے اون پر یہ الزام کہ جو دو موجود فرض کریں عالم مین ہوگا ایک اونمین سے
علت واسطی دوسرے کے بواسطہ یا بغیر واسطہ اور علاوہ ازین تکثرات جو عقل مین
ہین اگر موجود ہونگے اور صادر ہونگے بارے تعالی سے تو لازم آئیگا صدور اونہین
تکثرات کا واحد سے اور اگر وہ صادر ہون غیر واجب سے تو لازم آئیگا تعدد واجب کا
اور اگر موجود نہونگے تو نہوگی تاثیر اون کی موجودات مین معقول اصل یہ ثابت
ہو چکا ہی کہ فعل باری سبحانہ تعالی کا تابع اوسکے ارادہ کا ہی اور جو ایسا ہو
قادر ہوگا کل مقدورات پر اور عالم ہوگا اونہین کل مقدورات کا کیونکہ
ارادہ وہی شعور ہے مصلحت ایجاد یا مصلحت ترک ایجاد کا اور واجب ہے کہ
عالم ہو کل ممکنات کا اور قادر ہو کل ممکنات پر کیونکہ تعلق علم باریتعالی اور اوسکی
قدرت کا ساتھ بعض اشیاء کے سواے بعض کے تخصیص بغیر مخصص ہے
نقض وجواب شبہہ فلاسفہ نی کہا ہے کہ باریتعالی کو نہین ہوتا ہے
علم جزئی زمانی کا ورنہ لازم آئیگا ہونا باریتعالی کا محل حوادث کا کیونکہ علم حصول
ایسے صورت کا ہے جو مساوی معلوم کی ہو ذات مین عالم کے پس اگر
فرض کیا جاے علم باریتعالی کا ساتھ جزئی زمانی کے اوپر ایک وجہ خاص کے
اور بعدہ متغیر ہو وہ جزئی تو اگر باقی رہے وہی صورت اولی جسطرح پر کہ تھی

تو ہو جاے علم جہل اور اگر نہ باقی رہے صورت اوسطرح پر کہ تھی تو ہو گی
ذات باریتعالی کی محل ایسی صورتون کی جو متغیر ہوتے ہین بسبب تغیر جزئیات
زمانیہ کے اور یہ کلام متناقض اونکے اوس قول کی ہے کہ علم علت کا موجب ہے
علم معلول کا اور یہ کہ ذات باریتعالی علت ہے جمیع ممکنات کی اور یہ کہ باریتعالی
عالم ہے اپنی ذات کا اور عجب ہی یہ امر کہ اونہون نے باوجود دعوی ذکاوت و فطنت کی
کیونکر غفلت کی ہے اس تناقض کے رفع سے پس وہ پانچ امرون کی درمیان
مین محصور ہین ۱ یا ثابت کرین جزئیات زمانیہ کے لئے علت کہ نہ منتہی ہو سلسلہ
مین طرف علت اولی یعنی باریتعالی کی ۲ یا آنکہ نہ گردانین وہ علم علت کو موجب
واسطی علم معلول کے ۳ یا آنکہ اعتراف کرین عجز کا اثبات مین اس امر کے کہ
باری تعالی عالم ہے اپنی ذات کا ۴ یا آنکہ نہ قرار دین علم کو حصول صورت مساوی
معلوم کا عالم مین ۵ یا آنکہ جائز رکھین ہونا باری تعالی کا محل حوادث کے لئے
اور جواب شبہہ فلاسفہ کا یہ ہے کہ جو ذکر کیا ہے اونہون نے نہین لازم
آتا مگر اس تقدیر پر کہ علم باری تعالی زائد ذات باری پر ہو یعنی علم باری
ایک صفت غیر ذات باری تعالی ہو لیکن جبکہ یہ علم عین ذات باری تعالی ہو
اور ذات باری تعالی سے اوسکو تغائر اعتباری ہو تو نہین لازم آئیگا تغیر
جزئی سے تغیر علم باری تعالی کا کیونکہ ہم جانتے ہین بضرورت یعنی ببداہت
اس امر کو کہ جسکو علم حاصل ہوتا ہے متغیر کا نہین لازم آتا ہے تغیر سے اوس

متغیر کے تغیر ذات عالم کا تکملہ یہ ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی کا علم ازلے
عین ذات ہی اور اوس مین تغیر محال ہے پس بدا کا ہونا اس معنے سے کہ اللہ
تعالی کے علم مین تغیر ہو محال ہے مگر جب یہ بھی ثابت ہی کہ خلق اجسام ممکنہ اور
تغیرات عظیمہ حوادث عالم بقدرت کاملہ اللہ تعالی ظہور مین آتی ہین اور یہ بھی
ثابت ہی کہ جو تغیرات عالم ظہور مین آتے ہین اونکا ازل سے اللہ تعالی کو علم تھا
اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ اللہ تعالی کی جانب سے مناسب مقتضائے
وقت کے تغیر و تبدل احکام ہونا ایک لطف عباد کے نسبت اور بمقتضائے
حکمت واجب ہی بلکہ یہ کل اہل اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہی کہ نسخ اکثر وقوع مین
آیا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ عذاب قوم یونس پر خدا نے بھیجکر پھیر لیا تو اب
اللہ تعالی کے افعال مین بدا کا ہونا اس معنے سے تسلیم کرنا واجب ہی کہ
بموجب علم ازلی اللہ تعالی کے نہ برخلاف علم مذکور کے خلق اشیاء اور تغیرات
اور انقلابات نظام عالم کے ابتدائے خلقت سے ظہور مین آئی ہین اور نسخ
احکام بھی بموجب علم ازلے بموجب مصالح وقت وقوع مین آیا ہے اور عذاب
بھیجکر بعد ازان اوس نے قوم یونس سے اوسکو دفع کر دیا ہے اور اب بھی
خلق اشیاء اور تغیرات عالم بموجب علم مذکور نہ برخلاف اوسکے ظہور مین
آتی ہین اور آیندہ بھی ایسا ہی ظہور مین آئیگا یعنی جیسا اوسکے علم ازلے
مین گذرا ہے ویسی ہی تاثیرین اوس سے ہمیشہ ظہور مین آتی ہین اور ہمیشہ ظہور

مین

مین آئینگے نہ یہ کہ کسی امر کو کر کے بعد ازان ندامت ہوا اور بعد ازان اوسکے
برخلاف کوئی کام کرے نہ یہہ کہ کوئی امر برخلاف اوسکے علم ازلے کے
ظہور مین آئی پس وہ اشیاء کو خلق کرتا ہے اور پھر فنا کرتا ہے معاش کو تنگ
کرتا ہے پھر اوسکو وسعت دیتا ہے بموجب مقتضائے حکمت کے سکے موت کو
بھیجتا ہے مگر چونکہ اوسکے علم ازلی مین گذرا ہے کہ وہ شخص اگر ایسے خیرات
یا یہہ دعا کریگا بر وقت پہونچنے موت کے تو مین اوسکے عمر زیادہ کردون گا
پس جب بندہ نے ایسے وقت مین وہ کام کیا تو اللہ تعالی عمر اوسکے زیادہ کردیتا ہے
بہر حال بدا اس معنی سے کہ تمام امور عظیمہ اور انقلابات دنیا کی بموجب علم
ازلی خدا کی اور بموجب تاثیرات قدرت اللہ تعالی کے دنیا مین وقوع مین
آتی ہین ایک امر ضرورے ملت اسلام ہے اور ضرور واجب التسلیم ہے
اور یہہ قول یہود کا کہ اللہ تعالی ازل مین جو انتظام کرنا تہا کر چکا اور اب کوئے
تاثیر وہ اس عالم مین نہین کرتا صریح باطل اور غلط ہے قائلین حی نزدیک
متکلمین کے ہر ایسا موجود ہے کہ نہ محال ہو یہہ کہ وہ قادر و عالم ہو اور باری تعالی
یہہ ثابت ہوا ہے کہ وہ قادر و عالم ہے تو واجب ہوا یہ کہ باری تعالی حی ہو
فائدہ علم باری تعالی کا ایجاد یا ترک مین مصلحت کو موسوم ہے ساتھ ارادہ کے
اور علم اوسکا ساتھ مدرکات کی موسوم با دراک ہے اور علم اوسکا ساتھ مسموعات
اور مبصرات کے موسوم بہ سمع و بصر ہے اور باری تعالی باعتبار انہین ؂

اور اکات کے کہا جاتا ہے مرید و مدرک و سمیع و بصیر نہ باعتبار کسی آلہ جسمانی کی

اصل ہر شئی جو جہت مین ہے محادث ہی اور واجب محادث نہین ہے پس واجب

نہوگا جہت مین اور جبکہ نہوا واجب جہت مین تو وہ ادراک نہین کیا جاتا ہی بذریعہ

آلہ جسمانیہ کے کیونکہ نہین ادراک کیا جاتا بذریعہ آلہ جسمانیہ کی مگر اوسکا جو کہ

کسی جہت مین ہو اور قابل اشارہ حسیہ کا ہو اور جانا جاتا ہے اس سے یہ کہ

وہ نہین مرئی ہوتا یعنے نہین دیکھا جاتا ہے بذریعہ حاسہ بصر کے کیونکہ رویت

یعنی دیکھنا بذریعہ حاسہ بصر کے ممکن نہین مگر ساتھ مقابلہ کی اور مقابلہ نہین

جائز ہے مگر درمیان دو شیئونکے جو حاصل ہون جہت مین اور جو ظاہر روایت

درباب رویت کی وارد ہوی ہے مراد اوس سے کشف تام ہے هدایہ

باری تعالی قادر ہی جمیع ممکنات پر پس ہوگا وہ قادر اوپر ایجاد حروف و اصوات

یعنی آوازون کی جو منظوم یعنے مرتب ہون جسم جامد یعنے جسم بستہ مین اور وہ ہے

کلام باری تعالی کا ہی اور باری تعالی باعتبار خلق کرنے کلام مذکور کے

متکلم ہے اور جانا جاتا ہے بسبب مرکب ہونی کلام مذکور کے حروف و اصوات سے

ہونا اوس کلام کا غیر قدیم کیونکہ وہ عرض ہے کہ نہین باقی رہتا ہے پس وہ

کیونکر قدیم ہوگا پس اگر یہ کہا جاوے کہ مراد کلام باری سے حقیقت اوس شئی

کی ہی کہ صادر ہوتی ہین اوس سے حروف اور اصوات اور وہ صفت قدیم ہے

کیونکہ وہ صفت اللہ تعالی کی ہے تو ہم کہین گے کہ ہمنی بیان کیا ہے کہ مقصد

اونہین حروف واصوات کا نہین ہے مگر ذات باریتعالی اور نہین قدیم سوا اوسکے
پس اگر وہ موافقت کرینگے ہم سے اس معنی مین تو نہین اختلاف ہی مگر لفظ
مین لطیفہ یہ ثابت ہو چکا ہی کہ اللہ تعالی ذات واحد مقدس ہے اور تعدد
وتکثر اوسکے ردای کبریا اور پیرایہ عظمت مین ممکن نہین ہے پس وہ اسم کہ
جو اطلاق کیا جاتا ہے اوسپر بنظر اوسکے ذات کی بغیر اعتبار کسی شئ غیر کے
ساتھ اوسکے نہین ہے مگر لفظ اللہ اور جو سوا اس لفظ کی ہین اسماء سے
یا آنکہ اطلاق کیا جاتا ہے اونکا ذات اللہ پر باعتبار ایک اضافت ونسبت کے
طرف کسی غیر کے مثل قادر کی جسکا اطلاق باضافت ونسبت مقدورات کی ہوتا ہے
اور عالم کے کہ اطلاق کیا جاتا ہی باعتبار اضافت ونسبت کی طرف معلومات کے
اور خالق کے کہ اطلاق اوسکا باعتبار اضافت مخلوقات کی ہے اور کریم کے
جو بمعنے اعز یا جواد یا کثیر الخیر کے ہے اور اطلاق اوسکا اللہ تعالے پر
باعتبار اضافت تمام اشیاء کی ہوتا ہے جنسے وہ اعز ہے یا جنپر اوسکا
جود شامل ہے یا کہ جنکو خیر اور انعام اوسکا شامل ہے اور باری جو کہ بمعنے
خالق کی ہے اور اسیوجہ سے اطلاق اوسکا بھی مثل اوسکے بنظر اضافت
جمیع مخلوقات کی ہوتا ہے یا باعتبار سلب یا نفی کسی غیر کے اوس سے مثل
واحد اور فرد اور غنی اور قدیم کے یا معًا باعتبار ایک اضافت یعنی نسبت
اور سلب یعنی نفی غیر کے مثل حی وعزیز وواسع ورحیم کے اور نہین جائز

۲۱

ہی کہ اطلاق کیا جاوے اللہ تعالی پر عارف و فقیہ و عاقل و فطن و طبیب بمعنے
صاحب صناعت طب کیونکہ یہ مثبت ایسے صفات کی ہین جو بنظر ذات اللہ تعالی
کی نقص متصور ہین اور جو اسم کہ لائق جلال اللہ تعالی کی ہے اور مناسب
اوسکے کمال کی لئے ہی اور نہین وارد ہے منجانب اللہ و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و ائمہ معصومین علیہم التحیۃ و الثنا کی اجازت اطلاق اسم مذکور
کی جائز ہے اطلاق اوسکا اللہ تعالی پر ہرگز نہین یہ امر مقتضائے ادب سی
اسواسطیکہ جائز ہے کہ نہ مناسب ہو یہ اطلاق کمال اللہ تعالی کیلئے کسے
ایسے دوسرے وجہہ سے کہ نہ جانتی ہون ہم اوسکو اور اگر نہوتی نہایت عنایت
اور غایت رافت اوسکے درباب الہام کرنی اپنی اسماء حسنی کے انبیا
علیہم السلام کو تو نہ جرأت کرتا کوئی خلق سے اسکے کہ اطلاق کرتی کسیکو
اوسکے اسماء مین سے اوسپر ختم وارشاد اسقدر معرفت ذات و صفات
اللہ تعالی سے جو اعظم اصل اصول دین سے ہے بلکہ درحقیقت وہی ایک
اصل دین ہے کافی ہے اسواسطیکہ بذریعہ عقل کے نہین حاصل ہو سکتے ہم
معرفت زیادہ اس سے اور نہین میسر ہوتا ہی علم کلام مین تجاوز اوس سے
کیونکہ معرفت حقیقت ذات مقدس اللہ تعالی کے احاطہ قدرت انام سے
خارج ہے اور کمال الہی اوسکا اعلی ہے اس سے کہ پہونچین اوس تک ہاتھ
قدرت عقول و اوہام کی اور عزت ربوبیت اوسکے اعظم ہے اس سے کہ ملوث ہو

وہ ساتھ خواطر وافہام کے اور جو کہ ہم دریافت کرتی ہین نہین ہے مگر یہ کہ وہ موجود ہے

اسواسطیکہ اگر ہم تجاوز کرین اس سے اور منسوب کرین اوسکو طرف بعض اون

اشیاء کی جو سوا اوسکے ہین یا آنکہ سلب یعنے نفی کرین اونسے اونکو جو منافی

اوسکے ہین تو یہہ خوف ہوگا ہمکو کہ پایا جائے اوسکے لئے اسکی سبب سے

وصف ثبوتی یا سلبی یا کہ حاصل ہو اللہ تعالی کی لئے نعت یعنی صفت ذاتی

معنوی کہ برتر ہے اللہ تعالی اوس سے بکمال علو مراتب اور جو شخص کہ ارادہ

کری ترقی کا اس مقام سے سزاوار ہے یہ کہ محقق ہو اوسکے نزدیک یہ کہ آگی

اوسکے ایک شئ ہے کہ اعلی ہے اس مقصد سے پس نہ قاصر ہو ہمت اوسکے

اور اک پر اوس مقصد کے جو اوس نی حاصل کیا اور نہ مشغول ہو عقل اوسکے

جو ملکہ ہی ساتھ معرفت ایسی کثرت کی جو علامت عدم سے ہے اور نہ توقف کری

نزدیک آرایشون اور زینتون کثرت مذکورہ کے جو موجب لغزش قدم ہے

بلکہ سزاوار ہے کہ اپنی نفس سے علائق دنیۂ قطع کری اور موانع دینویہ کو اپنی

خاطر سے زائل کری اور ضعیف کری اپنی اون حواس قوی کو جو محو ادراک

اسور فانیہ ہین اور حبس کری بذریعہ ریاضت کی اپنی نفس امارہ کو جو محرک ہے

طرف تخیلات واہیہ کی اور متوجہ کری اپنی ہمت کو تمامہا جانب عالم قدس کی

اور قاصر کری اپنی آرزو کو اوپر حصول محل روح وانس کی اور سوال کری

بعد اپنی مجاہدہ کی بخضوع وابتہال حضرت ذی الجود والافضال سی یہ کہ مفتوح

کری اوسکے قلب پر دروازہ اپنی خزانہ رحمت کا اور منور کری اوسکے قلب کو ساتھ
اوس نور ہدایت کے کہ جسکا وعدہ کیا ہی اوس نی تاکہ مشاہدہ کری اسرار
ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ کو اور منکشف ہون اوسکے باطن پر حقائق غیبیہ
اور دقایق فیضیہ مگر یہ سب امور وہ قبای ہیں بہا ہے کہ نہین قطع کی گئے
قد پر ہر ذے قد کی اور یہ وہ نتایج ہین کہ نہین جاناہے اوسکے مقدمات کو سعی نے
ہر صاحب سعی کی بلکہ یہ فضل اللہ تعالی کا ہے کہ دیتا ہی اللہ تعالی اوسی جسکو
چاہتا ہے جعلنا اللہ تعالی وایاکم من السالکین بطریقہ المستحقین لتوفیقہ
المستعدین لالہام تحقیقہ المستبصرین بتجلی ھدایتہ وتدقیقہ
یعنی گردانی اللہ تعالے ہمکو اور تمکو اے ناظرین سالکین سے اپنی طریق کے اور
مستحقین سے اپنی توفیق کے اور مستعدین سے واسطے اپنی الہام تحقیق کے
اور مستبصرین سے ساتھ اپنی تجلّی ہدایت وتدقیق کے تکملہ منہج المعرفتہ
محقق علیہ الرحمہ نے جو اس مقام پر طریقہ تحصیل معارف الہیہ کا بیان کیا ہے
اوس سے زیادہ کوئی امر کہنا ممکن نہین ہے اور یہ چند فقرہ کلام محقق کے
درحقیقت ایک دریاے ذخار حقایق ومعارف پر محتوی ہین اور فی الواقع
یہان ایک دریا کو ایک کوزہ مین بند کرکے دکھلا دیا ہے مگر اس قدر لکھنا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صفات اللہ تعالی کی تفاصیل پر تفکر وغور صحیح
وکرر ہر طرح اور خصوصًا نسبت اوس کی آثار قدرت اور متعلقات صفات کے

غور صحیح اور تفکر صحیح و مکرر کے ذریعہ سے اطلاع حاصل کرنا اور صفات
مذکورہ کی آثار عظیمہ پر بشوق صادق نظر غائر عقلی کرکے اوس کے
ذریعہ سے انوار کمالات ازلی کو مشاہدہ کرنا درحقیقت عمدہ ذریعہ تحصیل
معارف کا متصور ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا قادر یا خالق یا رازق یا عالم
یا رب یا رحیم یا کبیر یا محی یا ممیت یا لطیف ہونا جو صفات مشہورہ اللہ تعالیٰ
کے ہین جب ان صفات مین سے کسی صفت کی آثار عظیمہ اور تعلقات
وسیعہ اور کیفیت اور کمیت اور نتائج اور مصالح اور حکم اور امتداد ازمنہ
اور لطائف اور محاسن پر بدیدۂ دل انسان نظر کرے تو ہر صفت
مین ایک عالم کمال اور ایک عالم نور و حسن و جمال نظر آئیگا مگر یہ مرتبہ
صرف بصیرت کا خیال کرنا چاہئی لیکن جب بوجہ تکرار نظر ایسے باغہاے
ہمیشہ بہار کے اس بصیرت پر آثار مترتب ہونیلگے اور یہ علوم مترتب
الآثار ہوگئے اور اوسکے وجہ سے آدمی کے دلمین ایمان خالص کا
جوش اور اللہ تعالیٰ کی محبت صادق کی بنای محکم پڑگئی اور اوسکی وجہ سے
انسان کے دلمین تعمیل احکام الٰہی اور اوسکی مناہی سے باز رہنے کی
ایک سچی رغبت صحیح پیدا ہوی تو وہ مرتبہ اولی معرفت اور تقوی کا ہوتا ہے
اور بعد ازان حسب قدر عبادات اور تلاوت اور ادعیہ اور تفکرات مذکورہ سے
اور نیز اوسکی اللہ تعالیٰ سے دعائے توفیق کرکے یہ محبت اللہ تعالیٰ کی

بڑہائی جائیگی تو لبشرط افضال و توفیق اللہ تعالیٰ کی مرتبہ معرفت و تقویٰ
مین ترقی حاصل ہوتی جائیگی اور جہان تک اسکے حق مین با فضال اللہ تعالیٰ
مناسب ہوگا وسیقدر الینان اس دریاے ذخار فیض سے کامیاب ہوگا
اور یہ امر نہین حاصل ہو سکتا مگر بفضل اللہ تعالیٰ اور بپابندی شریعت غرا
اور بذریعہ تمسک ثقلین یعنی کتاب خدا اور ائمہ ہدا اور علی الخصوص بذریعہ
محبت اللہ تعالیٰ اور ولاے انبیاء و ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثناء کی و علی
اللہ التکلان ومنہ افاضۃ الہدایۃ والعلم والعرفان

فصل ثانی دربیان عدل مین تقسیم ہر فعل یاکہ نفرت کریگی عقل اوس سے
یاکہ نہین اور اول یعنے جو فعل ایسا ہو کہ نفرت کرے اوس سے عقل قبیح
ہے اور دوم یعنے وہ فعل جس سے نہ نفرت کرے عقل حسن ہے اور حسن یاآنکہ
نفرت کریگی عقل اوسکے ترک سے یاکہ نہین اور اول یعنے جو حسن ایسا
ہو کہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے واجب ہے اور دوم یعنے وہ حسن
کہ نہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے مندوب ہے اور اسی وجہ سے
مذمت کرتے ہین عقلا فاعل قبیح اور تارک واجب کی اصل انکار کیا ہے
مجبرہ یعنے اہل جبر و فلاسفہ نے حسن و قبح اور وجوب عقلی کا اور اہل عدل
کیجانب سے اوپر اس مدعا کے متعدد دلائل ہین اور اولیٰ و انسب اثبات
اوسکا بذریعہ ضرورت اور بداہت کے ہے کیونکہ استدلال ضرور ہے منتہی ہونا

اوسکا طرف اوسی بداہت اور ضرورت یعنے مقدمات بدیہیہ کے اور سبب
اختلاف اور اشتباہ کا حکم مذکور مین مشتبہہ ہونا اوس چیز کا ہے کہ موقوف
ہوتا ہے اوسپر حکم مذکور تصورات معانی اون الفاظ سے جو محکوم علیہ اور
محکوم بہ ہین اور یہ منافی نہین ہے بدیہی ہونیکو حکم کے کیونکہ ضروری
یعنے بدیہی وہ ہے کہ جب حاصل ہو تصور طرفین کا حاصل ہو حکم بلا ضرورت
کسی تواسطہ یعنے دلیل کے بغرض تحصیل حکم کے بلکہ بسبب تصورات
مذکورہ کے اور محل نزاع ایسا ہی ہے کیونکہ جو تصور کریگا حقیقت حسن
و قبیح کو حکم کریگی عقل اوسکے ساتھ نفرت کے نسبت ترک اول یعنے
حسن کے اور فعل ثانی یعنے قبیح کے بدون توقف کے اوپر کسی امر آخر کے
اصل واجب الوجود قادر و عالم ہے ساتھ تفاصیل قبائح اور ترک واجبات
کے بموجب اون اصول کے جو قبل ازین مذکور ہوے اور جو شخص کہ ایسا ہو
محال ہوگا اوس سے صدور قبیح اور ترک واجب کا بالضرورت یعنے بالبداہت
اور نتیجہ نکلتا ہے اسکا یہ کہ اللہ تعالی نہین کرتا ہے قبیح کو اور نہین ترک
کرتا ہے واجب کو تکملہ اللہ تعالی کا فاعل مختار ہونا ثابت ہوا ہے تو یہ
ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی افعال کا ارادہ کرتا ہے اور اسیوجہ سے
یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی مرید ہے یعنے ارادہ کرنیوالا افعال کا ہے
اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنی افعال کے ترک کو بارادہ ترک کرتا ہے

۲۷

اور یہ کہ افعال قبیح کو بارادہ ترک کرتا ہے اور یہی معنے اسکے ہین کہ اللہ
تعالی اون ترکون اور افعال قبیح سے کراہت کرتا ہے تکملہ یہ ظاہر ہی کہ
جو حسن ہو اور واجب نہو اوسکا ترک مرجوح ہوتا ہے اور اوس حسن کا فعل
راجح ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حکیم سے ترجیح مرجوح جو قبیح ہے محال ہے
تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی فعل حسن کو ترک نہین کرتا ہے تکملہ اللہ تعالے
امر حسن کا ارادہ کرتا ہے اور امر قبیح سے کراہت رکہتا ہے کیونکہ یہ ثابت
ہوا ہے کہ اوسکو علم ہر فعل حسن و قبیح کا ہے اور یہ بہی ثابت ہوا ہے کہ
اوسکے ارادہ سے بہت امور خیر واقع ہوتے ہین اور قبیح سے راضی نہین
ہوتا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی امر قبیح سے کراہت کرتا ہے تکملہ اللہ تعالے
ظالم نہین ہے کیونکہ ظلم قبیح ہے اور اللہ تعالی کسی امر قبیح کو نہین کرتا ہے
اصل افعال جو صادر ہوتے ہین عباد یعنے بندہ گان اللہ تعالی سے
اوسکے فاعل و موثر وہی عباد ہین بذریعہ اپنے اختیار کے کیونکہ وہ افعال
صادر ہوتے ہین بسبب اونکے ارادون کے اور نزدیک فلاسفہ کے
وہ فاعل اون افعال کے بطور ایجاب یعنے بلا ارادہ ہین اور نزدیک
مجبرہ یعنے اہل جبر کے موجد اوسکا اللہ تعالی ہے کیونکہ نہین کوئی
موثر اونکے نزدیک سوا اللہ تعالی کے اور استدلال کیا ہے
امر اول پر یعنے افعال عباد کے اختیاری ہونے پر ابو الحسن بصری نے

ساتھ ضرورت اور بداہت کے اور یہ استدلال اوسکا بعید صواب سے
نہین ہے اور اگر استدلال کرین ہم اوسپر تو کہین گے کہ اگر کوئی شئی قبیح
مین سے پائی جاتی ہے عالم مین تو عباد فاعل اپنے افعال کے ہین اور
ملزوم یعنے وجود بعض قبائح کا ثابت ہے باقرار خصم کے تو اسیطرح وجود
لازم کا بھی اس تقدیر پر ضرور ہے اور بیان ملازمہ کا یہ ہے کہ ہمنے ثابت
کیا ہے کہ صدور قبیح کا محال ہے واجب سے پس ہوگا فاعل اوسکا غیر
واجب کا اور جبکہ ثابت ہوا کہ فاعل قبیح کا وہی عبد ہے تو ایسا ہی ہے یعنے
اسیطرح حسن کا بھی فاعل عبد ہے کیونکہ ہم یہ بالضرورت یعنے بالبداہت
جانتے ہین کہ جو فاعل قبیح کا ہے وہی فاعل حسن کا ہے کیونکہ جسنے جھوٹھ
بولا ہے وہی وہ شخص ہے کہ جسنے سچ بولا ہے اور جسکو کہ ابو الحسن اشعری
نے ثابت کیا ہے اور موسوم کیا ہے اوسکو بنام کسب عبد اور منسوب کیا ہے
وجود فعل اور عدم فعل کا طرف اللہ تعالی کے اور نہین قرار دی اون مین
بندہ کیلئے کوئی شئے تاثیر سے وہ قول غیر معقول ہے اسواسطے کہ اگر
وجود کسب کا بتاثیر عبد ہے تو تاثیر غیر اللہ تعالی کی ثابت ہوی اور اگر
محض بتاثیر اللہ تعالی ہے تو پھر جبر ثابت ہوا اور اسناد قبیح کا نسبت
باری تعالی لازم آگیا اور کوئی فائدہ اس ایجاد قول کسب سے نہوا شبہہ
کہا ہے مجبرہ یعنے اہل جبر نے کہ اگر قدرت و ارادہ عبد منجانب اللہ تعالی

ہونگے اور بدون اونکے ممتنع ہوگا فعل اور باوجود اونکے واجب الصدور
ہوگا فعل تو فعل منجانب اللہ تعالی کے ہے اور بلزوم یعنے قدرت اور ارادہ کا
اللہ تعالی کی جانب سے ہونا ظاہر الثبوت ہے تو یہی حال ہے اوس کے
لازم کا پس **جواب** یہ ہے کہ نہین لازم آتا ہے آلہ فعل کے منجانب اللہ تعالے کے
ہونے سے یہ امر کہ ہو فعل منجانب اللہ تعالی کے انتہاے کار یہ ہے کہ متوہم
ہوتا ہے اوس سے ایجاب یعنے فاعل موجب ہونا بندہ کا نسبت اپنے
فعل کے جو مذہب فلاسفہ کا ہے لیکن جبر جسکا یہ حاصل ہے کہ صدور فعل کا
عبد سے محض بقدرت اللہ تعالی ہو پس وہ نہین لازم آتا ہے اور دفع الزام
ایجاب کا اسطرح ممکن ہے کہ ہم کہین گے کہ ہونا آلہ فعل کا منجانب اللہ تعالی کے
مسلم ہے لیکن فعل عبد کا تابع ہے اوسکے داعی یعنے ارادہ کا پس ہوگا فعل
اوسکا ساتھ اوسکے اختیار کے کیونکہ نہین ارادہ کرتے ہم اختیار سے
مگر اسیقدر اور بعد ظہور اسکے کہ فعل عبد تابع ہے اوسکے ارادہ اگر نام
رکھو گے تم اوسکا ایجاب بسبب ہونے الات کے اللہ تعالی کیجانب سے
تو یہ منازعت تسمیہ مین ہوگی اور نہین مضایقہ ہے اسمین اور ہر شخص مجاز
ہے کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے اور اگر یہ کہین گے کہ اللہ تعالی خالق
بندون کا ہے اور اگر وہ نہ خلق کرتا اونکو تو نہوتے افعال اور جب کہ
خلق کیا اللہ تعالی نے اونکو تو صادر ہوے اون سے افعال تو ہوگا

اللہ

اللہ تعالیٰ فاعل اون افعال کا تو گویہ بھی مثل قول سابق ان اہل جبر کی ہے
اور سہل ہے لیکن نہین مخفی ہے عاقل پر جو نقص اوس مین ہے کیون کہ
کلام فاعل بلا واسطہ مین ہے نہ فاعل بواسطہ مین شبہہ و جواب کہا ہو
اہل جبر نے کہ علم اللہ تعالیٰ کا متعلق ہے ساتھ فعل عبد کے پس ہو گا ترک
اوسکا ممتنع اسواسطیکہ اگر فرض کیا جائے ترک اوسکا بندہ سے تو لازم آئیگا ہونا
علم اللہ تعالیٰ کا جہل اور لازم محال ہے پس ملزوم بھی مثل اوسکے ہے
اور جبکہ ترک فعل بندہ سے محال ہوا تو ہو گا بندہ مجبور کہین گے ہم یہ
ہو ہیگا ایجاب کا جسکے فلاسفہ قائل ہین یعنی اس صورت مین بندہ سے صدور
فعل ضروری ہو گا لیکن جبر جسکا مدار اسپر ہے کہ فعل بندہ کا اللہ تعالیٰ سے
صادر ہو پس وہ اس تقدیر پر نہین لازم آتا ہے اور لازم آتا ہے اہل جبر پر
مثل اس اعتراض کا فعل باریتعالیٰ مین کیونکہ اللہ کو ضرور علم ازلی اپنے
افعال کا بھی قبل اوسکے حاصل ہے تو اب اگر اون افعال کو اللہ تعالیٰ
ترک کرے تو وہی نتیجہ پیدا ہو گا جو بندہ کے ترک سے لازم آتا ہے اور جس
بیان سے وہ جواب دینگے وہی جواب ہمارا ہو گا علاوہ ازین نہین ہوتا ہے
علم مگر جبکہ مطابق ساتھ معلوم کے ہو پس علم تابع ہو گا معلوم کا پس اگر موثر
ہو علم معلوم مین تو ہو گا معلوم تابع علم کا اور دور لازم آئیگا اور جبکہ علم موثر
نہوا تو نہ لازم آئیگا ایجاب **تکملہ** یہ بھی **جواب** اس شبہہ کا ممکن ہے بلکہ

یہی اصل جواب متصور رہا ہے کہ علم اللہ تعالی کا صرف مجمل طور پر نہین ہوتا یعنے
اللہ تعالی کو ازل سے یا قبل صدور فعل عبد یا قبل صدور اپنے فعل کے
صرف اسقدر علم نہین ہوتا کہ عبد سے یہ فعل صادر ہوگا یا آنکہ اللہ تعالی یہ
فعل کریگا بلکہ اوسکو علم تفصیلی ہوتا ہے کہ وہ بندہ کو خلق کریگا اور اوسکو
اختیار اور قدرت دیگا پس بندہ کو باوجودیکہ اختیار ترک و فعل کا حاصل ہوگا
وہ اپنے ارادہ سے فعل کو ترک پر ترجیح دیکر فعل کو کریگا اور اسیطرح
اللہ تعالی کو یہ علم تھا کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنے تمام افعال کریگا
تو اب بوجہ علم اللہ تعالی کے نہ فعل عبد مین اور نہ فعل اللہ تعالی مین +
کسیطرح شبہہ جبر و ایجاب کا ممکن ہے بلکہ اسصورت مین صادر ہونا افعال
عباد کا باختیار عباد اور افعال اللہ تعالی کا باختیار اللہ تعالی بموجب علم
اللہ تعالی کے ضروری ہوگا پس بعد ایسے جواب شافی کے ممکن نہین کہ
یہ قول امام فخر الدین رازی کا صحیح متصور ہو جو اونھون نے نہایۃ العقول
مین لکھا ہے کہ اگر جمع ہونگے کل عقلا تو نہ قادر ہونگے اسپر کہ جواب
دین اسکا مگر بذریعہ التزام مذہب ہشام کے جو یہ ہے کہ اللہ تعالی کو
نہین علم ہوتا اشیاء کا قبل اونکے وقوع کے کیونکہ یہ جواب بلا تسلیم مذہب
ہشام اور خاص باثبات علم ازلی اللہ تعالی کی دیا گیا ہے فالحمد ثم
الحمد للہ تعالی شانہ ہر ا یہ جسوقت کہ ثابت ہوا کہ بندہ کیلئے افعال اختیاری

ہین تو جو فعل ایسا ہو کہ اوسکی وجہ سے بندہ مستحق مدح یا ذم ہو یا جسکی
نسبت یہ اوس سے کہنا صحیح ہو کہ کیون کیا تو نے یہ فعل تو وہ فعل اوسکا
ہی اور جو سوا اوسکے ہی پس وہی فعل اللہ تعالیٰ کا **اصل** جس وقت
ثابت ہوا یہ امر کہ فعل باریتعالی کا تابع ہی اوسکے داعی یعنے ارادہ کا
اور وہی علم ہی مصلحت فعل یا ترک کا تو افعال اللہ تعالیٰ سے کے نہ خالی
ہون گے مصالح سے یعنی یہ کہ اللہ نہین کرتا کسی فعل کو مگر واسطے کسی
ایک غرض کے اور جبکہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کامل بذاتہ ہی اور مستغنی
ہی غیر سے تو یہ مصالح نہ عائد ہون گے طرف ذات اللہ تعالے کے
بلکہ عائد ہون گے طرف اوسکے عباد کے اور جس وقت کہ یہ ثابت ہوا کہ افعال
اوسکے واسطے مصالح اوسکے عباد کے ہوتے ہین تو ثابت ہوگا بطریق
عکس کے یہ کہ جس مین کچھہ فساد ہے بہ نسبت عباد کے وہ نہ صادر ہوگا
اللہ تعالے سے تبصرہ ہمنے بیان کیا ہی حقیقت ارادہ اللہ تعالی کو جو
واسطے فعل ذات اللہ تعالی کے ہوتا ہی لیکن ارادہ اللہ تعالی کا واسطے
افعال عباد کے پس امر کرنا ہی اوسکا اونکو ساتھہ اونھین افعال کے
اور امر کرنا ساتھہ قبیح کے متضمن ہے فساد پر تو اللہ تعالی نہین امر کرتا ہی
قبیح کا اور ہمنے بیان کیا ہی کہ وہ نہین کرتا ہی قبیح کو تو وہ نہین راضی
ہوتا ہی ساتھہ قبیح کے کیونکہ راضی ہونا ساتھہ قبیح کے مثل فعل قبیح کے

قبیح ہی تفسیر جو کہ وارد ہوا ہے کسی روایت مین کہ اللہ تعالی خالق خیر وشر
اوس مین مراد شر سے وہ چیز ہی کہ مناسب طبائع نہو اگرچہ وہ شامل
مصلحت مفید پر ہو تکملہ یا آنکہ یہہ کہا جائے کہ مراد اوس سے خالق ہونا
اللہ کا ہی شرور کو بواسطہ خلق اونکے فاعلون کے یا آنکہ مراد خلق سے
خلق تقدیری ہے جس سے مراد صرف یہ ہی کہ علم ازلی اللہ تعالے
مین وقوع اون شرور کا گذرا ہی جیسا بعض اعلام نے اوسکی تصریح
کی ہے تکملہ طینت کی خوبی اور بدی جو احادیث مین مذکور ہے اور یہہ
تصریح ہوئی ہے کہ مومن طینت خیر سے خلق ہوئے ہین اور کفار طینت
بد سے اور اوسکے سوا یہ بھی ثابت ہوتا ہے بعض احادیث سے کہ ہر
مولود فطرت اور خلقت اسلام پر خلق کیا گیا ہے جس سے طینت
حقیقی سب کی اچھی ثابت ہوئی ہی اور علاوہ ازین طینت کی بھلائی برائی
کی صورت مین بندہ کی مجبوری کا الزام اور ذریعہ ظلم کا خلائق پر متصور
ہوتا ہی اسیوجہ سے اہل بحث کو علمار نے مباحث مشکلہ سے
خیال کیا ہے مگر بنظر عدل کامل اللہ تعالی کے یہ تسلیم کرنا ضروری کہ
طینت کی بھلائی اور برائی کو ایسا دخل افعال مین نہین ہے کہ بندہ
کسی امر کے لئے مجبور ہو جائے بلکہ اوسکا اثر صرف بقدر میلان ممکن التسلیم
ہی اور ممکن ہے کہ یون جمع کیا جاے ان احادیث کا کہ جب اللہ تعالی

حکیم مطلق ہی اور قبیح کو ہرگز پسند نہین کرتا ہے تو جو مخلوقات اللہ تعالے کے
ہین وہ سب فی ذاتہ خیر محض ہین پس قوی انسانی درحقیقت خدا نے
مائل الی الخیر خلق کیے ہین اور اسی وجہ سے یہ صحیح کلام ہے کہ ہر مولود فطرت
اسلام پر مخلوق ہے اور چونکہ یہی قوی مبادی افعال ہین اور انہین قوی
کی وجہ سے مومن کی جانب سے افعال حسنہ کا بتصرف حسن صدور ہوتا ہے
اور کافر سے بوجہ انہین قوی کے بوجہ سوء تصرف کے افعال قبیح سرزد
ہوتے ہین تو احادیث طینت کا حاصل یہ ہو سکتا ہے کہ مبادی
افعال و قوی جو مخلوق ہوے ہین مومنین مین وہی ایک طرح پر اونکے
حق مین مبادی خیر ہین اور اسیطرح طینت طیبہ متصور ہین اور دوسرے
طرح پر وہی مبادی مبادی شرور بوجہ سوء اختیار و تصرف کے
کفار کے حق مین ہو کر مبادی شرور کے ہو جاتے ہین اور اسوجہ سے
وہ اونکے حق مین طینت خبیثہ متصور ہین یا یہ کہا جائے کہ حدیث
فطرت مین اشارہ ہے طرف بالطبع مائل الی الخیر ہونے قوی عقلی
انسان کے اور حدیث طینت مین اشارہ ہے طرف میلان امزجہ
مختلفہ انسانی کے طرف خیر یا شر کے اور یہ ظاہر ہے کہ امزجہ معتدلہ
مائل الی الخیر ہوتے ہین اور علی ہذا القیاس جو اقرب الی الاعتدال
ہون برخلاف اسکے امزجہ غیر معتدل مائل الی الشر ہوتے ہین بقدر میلان کے

قدرہ وحدہ اعتدال ہے اور یہ تاویل بظاہر زیادہ تر انسب ہی تکملہ خلق
کرتا عباد کا عین ہے قدرت کاملہ و عظمت صانع اور فیض وجود اتم اوسکا
ثابت ہو ایک امر راجح بمقابلہ عدم خلق کے ہی پس ایجاد عباد و خلق بنظر
حکمت اللہ تعالی کے واجب ہی تاکہ نہ لازم آئی ترجیح مرجوح یعنی عدم
خلق کی تکملہ چونکہ اجزای فلکیہ اور ناریہ اور ہوائیہ بوجہ اونکے
لطافت کے زیادہ تر لیاقت قبول حرکات و سکنات اور ادراکات
کی ہی بمقابلہ پانی اور مٹی کے تو پیدا کرنا اجسام ذی ارواح ادراکات کا
افلاک نار ہوا سے اولی و ارجح ہی بمقابلہ خلقت اجسام ذی ارواح کے پانی
اور مٹی سے تو بنظر حکمت اللہ تعالی کے خلق ہونا ایسے اجسام کا ضرور ہے
جو ملائکہ اور جن اور شیاطین ہین اور چونکہ اصل مادہ فلکی اور ناری اور
ہوائی بوجہ لطافت نظر آئی نہین دیتا تو ان اجسام کا نظر آئی نہ دینا ضرور ہے
اور معہذا قران اور احادیث سے وجود ایسے اجسام کا ثابت ہی پس اسطرح
ایمان وجود ملائکہ کا بھی واجب ہی تبصرہ تکلیف کرنا باریتعالی کا اپنے
عباد کو وہی امر کرنا باریتعالی کا ہی عباد کو ساتھہ اوس چیز کے کہ اوسمین
اونکی مصلحت دین و دنیا ہی اور نہی کرنا اوسکا اوس سے جسمین کوئی
مفسدہ اونکے حق مین ہی اور یہ منافی حکمت نہین ہے بلکہ عین مقتضای
حکمت ہے اور اگرچہ اوس مین مشقت ہو تو وہ نہ ہوگا

بیچ اور غرض تکلیف سے تعمیل کرنا عبد کا ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ تکلیف
دی گئی ہی اوسکی پس تکلیف اوس چیز کی کہ جس کے بندہ کو طاقت
نہین ہے حسن نہوگی کیونکہ تعمیل اوسکی ممکن نہین ہی ا **فصل**
جسوقت کہ جانا باری تعالی نے کہ عباد نہین تعمیل کرینگے
تکلیف کی مگر بسبب ایک فعل حسن کے کہ جسکو اللہ تعالی کریگا تو واجب
ہوگا صدور ایسے فعل حسن کا باریتعالی سے تاکہ نہ منتقض ہو غرض تکلیف
کی اور صدور ایسے فعل حسن کا موسوم بلطف ہے تو ہوگا لطف
واجب باریتعالی پر بنظر اوس کی حکمت نامہ کے **فصل ثالث** بیان
نبوت و امامت مین جبکہ غرض خلق عباد سے ہوئی مصلحت اونہین
عباد کی پس تنبیہ کرنا اونکو اون کے مصالح اور مفاسد پر ایسے
امور کے باب مین کہ جس مین عقول اون کے مستقل اور کافی ادراک
مفاسد و مصالح کے لئے نہین ہین ایک لطف واجب ہے اور علاوہ ازین
جبکہ ممکن ہی بسبب کثرت حواس و آلات عباد کے اور اختلاف ونکے
دواعی یعنے خواہشون اور ارادون کے وقوع شر و فساد کا
اثنای ملاقات و معاملات عباد مین تو متنبہ کرنا بندون کا اوپر اون کے
کیفیت معاشرت کی اور اونکے حسن معاملت کی اور اون کے انتظام
امور معاش کی کہ جس کا نام شریعت ہے ایک لطف واجب ہی اللہ تعالی پر

۳۷

اور چونکہ اللہ تعالی قابل اشارہ حسیہ نہین ہی تو تنبیہ اونکی بغیر واسطے
کسی مخلوق کے جو مثل اونکے ہو غیر ممکن ہی پس بعثت رسل یعنے
مبعوث کرنا رسولون کا واجب ہی **اصل** ممتنع ہونا وقوع قبائح کا اور
خلل کرنے کا ساتھہ واجبات کے رسولون سے اس طرح پر کہ نہ خارج
ہون وہ حد اختیار سے تاکہ نہ منتصر ہون اونسے عقول خلق کے
اور متاب ہون وہ بسبب اوس کے کہ وہ لاتے ہین منجانب اللہ تعالی
کے ایک لطف ہے حق مین عباد اور انبیا کے پس ہوگا واجب اور یہ
لطف عصمت ہی پس سب رسول معصوم ہین **تکملہ** انبیا علیہم السلام جب
کہ معصوم ہین جیسا ثابت کیا گیا تو اونسے صدور معاصی ممکن نہین اور
جو قضیہ حضرت آدم ع در باب کھانے گیہون کے مذکور ہی یا جو قصہ حضرت
داؤد ع کا در باب نکاح کرنے زوجہ اوریا کے مذکور ہی اور اسی طرح کا
جو امر ثابت ہوا ہی وہ در حقیقت صرف صدور ترک اولی کا تھا اور وہ
کوئی معصیت نہ تھی **مقدمہ** ہر مبعوث منجانب حضرت اللہ تعالے
کی طرف سے کسی قوم کے اگر نہ موئد ہو ساتھہ ایک ایسے امر کے جو خارق
عادت ہو اور خالی ہو معارضہ سے اور مقرون ہو تحدی یعنی طلب معارضہ
سے اور موافق ہو ساتھہ دعوی مبعوث مذکور کے تو نہوگی عباد کو کوئی سبیل
طرف اوس کے تصدیق کی اور نام رکھا جاتا ہے اس کا معجزہ پس ظاہر

معجزات رسولونکے لئے واجب ہی بغرض تکمیل غرض بعثت کے

تکملہ اول چونکہ قبل ازین زمانہاے مختلف مین بعثت انبیاء و رسل
واجب تھے بطور لطف لہذا بہت انبیاء و رسل قبل ازین مبعوث ہوئے
ہین جنکا ایمان لانا واجب ہی **تکملہ دوم** جبکہ ارسال کتب متضمن اوامر
و نواہی ضروری اور محتوی معارف و مواعظ ضروریہ ایک لطف ہے
حق عباد مین بغرض اونکے ہدایت کے اور اسیوجہ سے ارسال کتب
مذکورہ واجب ہی اور باوقات مختلف بہت سے کتب مرسل ہوئے
ہین تو اونکا ایمان لانا ضروری ہی **اصل** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف رسول ہین
کیونکہ اونہون نے دعوی کیا نبوت کا اور ظاہر کیا معجزات کو لیکن دعوے
پس معلوم ہی بذریعہ تواتر یعنے تواتر روایات کے لیکن معجزات پس ان
کثیر ہین اور اظہر اونمین سے قران ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تحدی یعنے طلب معارضہ کیا ساتھہ اوسکے عرب سے اور عاجز
رہے عرب اوس کے معارضہ کرنے سے باوجودیکہ اون کے لئے
دواعی اور اسباب و محرکات معارضہ بکثرت موجود تھے اور اونکو
فصاحت بافراط حاصل تھے اور ابتک نہین قادر ہوا کوئی فصحاے عرب سے
اور پر ترکیب کمالات کے اور پر منوال وطریقہ قران کے پس ہوا دہی قران

٣٩

اور چونکہ اللہ تعالی قابل اشارہ حسیہ نہین ہی تو تنبیہ اونکی بغیر واسطے
کسی مخلوق کے جو مثل اونکے ہو غیر ممکن ہی پس بعثت رسل یعنے
مبعوث کرنا رسولون کا واجب ہی **اصل** ممتنع ہونا وقوع قبائح کا اور
خلل کرنے کا ساتھہ واجبات کے رسولون سے اس طرح پر کہ نہ خارج
ہون وہ حد اختیار سے تاکہ نہ متنفر ہون اونسے عقول خلق کے
اور مثاب ہون وہ بسبب اوس کے کہ وہ لاتے ہین منجانب اللہ تعالے
کے ایک لطف ہے حق مین عباد اور انبیا کے پس ہوگا واجب اور یہ
لطف عصمت ہی پس ہر رسول معصوم ہین **تکملہ** انبیا علیہم السلام جب
کہ معصوم ہین جیسا ثابت کیا گیا تو اونسے صدور معاصی ممکن نہین اور
جو قضیہ حضرت آدم ع در باب کہانے گیہون کے مذکور ہی یا جو قصہ حضرت
داؤد ع کا در باب نکاح کرنے زوجہ اوریا کے مذکور ہی اور اسی طرح کا
جو امر ثابت ہوا ہی وہ درحقیقت صرف صدور ترک اولی کا تھا اور وہ
کوئی معصیت نہ تہی **مقدمہ** ہر مبعوث منجانب حضرت اللہ تعالے
کی طرف سے کسی قوم کے اگر نہ موئد ہو ساتھہ ایک ایسے امر کے جو خارق
عادت ہو اور خالی ہو معارضہ سے اور مقرون ہو تحدی یعنی طلب معارضہ
سے اور موافق ہو ساتھہ دعوی مبعوث مذکور کے تو نہوگی عباد کو کوئی سبیل
طرف اوس کے تصدیق کی اور نام رکھا جاتا ہے اس کا معجزہ پس ظہور

معجزات رسولونکے لئے واجب ہی بغرض تکمیل غرض بعثت سب کے

تکملۂ اول چونکہ قبل ازین زمانہاے مختلف مین بعثت انبیا ہو رسل
واجب تھے بطور لطف لہذا بہت انبیا و رسل قبل ازین مبعوث ہوئے
ہین جنکا ایمان لانا واجب ہی **تکملۂ دوم** جبکہ ارسال کتب متضمن اوامر
و نواہی ضروری اور محتوی معارف و مواعظ ضروریہ ایک لطف ہے
حق عباد مین بغرض اونکے ہدایت کے اور اسیوجہ سے ارسال کتب
مذکورہ واجب ہی اور باوقات مختلف بہت سے کتب مرسل ہوے
ہین تو اونکا ایمان لانا ضروری ہی **اصل** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف رسول ہین
کیونکہ اونہون نے دعوی کیا نبوت کا اور ظاہر کیا معجزات کو لیکن دعوے
پس معلوم ہی بذریعہ تواتر یعنے تواتر روایات کے لیکن معجزات پس
کثیر ہین اور اظہر اونمین سے قران ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تحدی یعنے طلب معارضہ کیا ساتھہ اوسکے عرب سے اور عاجز
رہے عرب اوس کے معارضہ کرنے سے باوجودیکہ اون کے لئے
دواعی اور اسباب و محرکات معارضہ بکثرت موجود تھے اور اونکو
فصاحت بافراط حاصل تھے اور ابتک نہین قادر ہوا کوئی فصحاے عرب سے
اور پر ترکیب کمالات کے اوپر منوال و طریقہ قران کے پس ہوا ہی قران

معجزہ پس ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نبی برحق تکملہ قران جسطرح بوجہ فصاحت معجز ہی وہ بوجہ کثرت علوم صحیحہ اور کثرت برکات و تاثیرات عجیبہ اور کثرت اخبار غیب اور تکمیلات شرعیہ کے بھی معجز ہی تکملہ معراج جسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے یعنی جانا حضرت کا تا بمنازل قرب عرش الہی ایک بہت قلیل زمانہ مین بحالت بیداری بجسم شریف ایک امر ممکن ہی اور روایات صحیحہ اس باب مین منقول ہین پس یہ امر حق ہی اور بہت سے مصالح پر محتوی ہی مثل اظہار عظمت شان حضرت کے اور یہ کہ حضرت کو علم عیانی معارف حقیقہ کا حاصل ہو جائے اور یہ کہ اوسکے اظہار سے امتحان ایمان کامل کا بہی ہو جائے ہدایہ جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نبی ہین تو واجب ہی یہ کہ ہون معصوم اور تمام جسکو کہ وہ لائے ہین اور نہین معارض ہی اوسکے لیے عقل واجب ہی تصدیق اوس کی اور اگر نقل کیجائے اونحضرت سے کوئی ایسی شئے کہ معارض ہو جسکے لیے عقل تو نہین جائز ہوگا انکار اوس کا بلکہ اوس مین توقف کیا جائیگا یہانتک کہ اوسکا سر و راز ظاہر ہو اور شریعت اونکی جو ناسخ ہی واسطے تمامی شرائع کے اور باقی رہیگی تا بقائے دنیا واجب ہے اطاعت اوسکی اور تعمیل اوسکے احکام کی اصل جبکہ ممکن ہی بعد نبی وقوع شر و فساد اور ارتکاب معاصی کا خلق سے تو واجب ہی حکمت اللہ تعالی مین وجود ایسے

ایک رئیس کا کہ غالب ہو اور آمر ہو معروف یعنی نیکی کے لئے اور ناہی ہو منکر کے لئے اور مبین ہو اوسکی لئے جو مخفی رہے امت پر غوامض شرع مین سے اور نافذ کرنیوالا ہو واسطے احکام شرع کے تاکہ امت صلاح سے اقرب اور ابعد ہو فساد سے اور محفوظ رہین فتنون اور فساد کے وقوع سے کیونکہ وجود ایسے رئیس کا لطف ہی اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ لطف بنظر حکمت کے اللہ تعالے پر واجب ہے اور یہ لطف موسوم بامامت ہے پس امامت واجب ہو گی تکملہ جبکہ علت حاجت خلق کے طرف امام کے یعنے محتاج ہونا اونکا طرف امام کے اپنی ہدایت مین موجود ہے ہر زمانہ مین واجب ہے وجود امام کا ہر زمانہ مین اصل اور جبکہ علت حاجت کی طرف امام کے عدم عصمت خلق ہے تو واجب ہوا یہ کہ ہو امام معصوم کیونکہ اگر وہ نہو معصوم تو نہ حاصل ہو گی غرض حکیم کی اصل جبکہ عصمت امام کی غیر مودی ہی طرف الجای خلق کی یعنی طرف مجبور کرنے خلق کے اوپر صلاح کے تو ممکن ہے وقوع فتنہ اور فساد کا بسبب کثرت ائمہ کے تو ہو گا امام واحد تمامے اقطار دنیا مین اور استعانت کریگا وہ ساتھہ اپنے نائبون کے جو اون اقطار مین ہون تکملہ جبکہ نصب امام کا اللہ تعالے کیجانب سی بغرض ہدایت خلق کے ہے تو واجب ہو گا خلق پر حاصل کرنا معرفت امام کا اور اطاعت کرنا امام کے اور جو مخالفت کرین امام کے

۱۲ یا آنکہ یہ کہا جاے کہ علت حاجت کی طرف امام کے احتیاج خلق کی ہے طرف ہدایت کے تو اگر نہو وہ امام معصوم تو لازم آئیگا دور یا تسلسل اور وہ محال ہے اور منافی الواقع ۱۲

خلق کرنا امام غیر معصوم کا مثل خلق انسان بیدست و پا کے ہے جو موجب ناقص اور اپنے اغراض خلقت کے حصول کے لیے ناکافی ہے صریح مخالف شان حکمت کے ہے ۱۲

وہ فاسق ہونگے اور جو اوس سے لڑین وہ ضرور کافر ہوسے بموجب حدیث
متفق علیہ کے جسمین سے ایک یہ ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ
مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنے جو مرے اور نہ پہچانے اپنے زمانہ کے امام کو وہ کفر کی موت
مریگا بلکہ اسس سے لہ اصل کفر باطنی مخالفین کا بھے ثابت ہوتا ہے ہدایہ
جبکہ عصمت ایک امر مخفی ہے کہ نہین مطلع ہوتا اوسپر مگر علام الغیوب تو نہین ہے
خلق کے لئے کوے طریق معرفت معصوم کا پس واجب ہے کہ ہو امام ایسا
کہ نص یعنے تصریح کی ہو اوپر اوسکی امام ہونیکے اللہ تعالے نے یا نبی نے
یا اوس امام نے جو قبل اوسکے ہو تکملہ اگر رعیت کو اختیار نصب
وتعیین امام کا حاصل ہو تو ممکن ہوگا کہ ہو شمر فساد بوجہ وقوع خطا
کے انتخاب مین یا بوجہ اختلاف آرا نسبت انتخاب کی یا بوجہ انتخابات
متعددہ کے پس رعیت کو اختیار انتخاب کا حاصل نہوگا **مقدمہ**
جب کہ ثابت ہوا کہ کوئے زمانہ امام معصوم سے خالے نہین ہوتا تو جس
امر پر متفق ہوگی کل امت بیچ کسی عصر کی اور مخالف نہو عقل کے وہ
امر حق ہوگا **اصل** جب کہ ثابت ہوا وجوب عصمت امام کا اور نہین
ثابت ہوئے عصمت غیر ائمہ اثنا عشر سے یعنے غیر دوازدہ امام علیہم السلام
کے باتفاق مخالفین کے تو ثابت ہوسے امامت ائمہ اثنا عشری علیہم السلام
کے بسبب اون کے عصمت کے پس واجب ہوسے اطاعت و متابعت

اون سبکے ہر واسطے پر تکلم بہت سی احادیث سے ثابت ہی کہ صرف
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ نے اپنا جانشین اور وصی اور بعد اپنے خلیفہ مقرر کیا اور متعدد آیات
قرآنی بہی اسپر دلالت کرتے ہین پس جناب امیر علیہ السلام بموجب
نص منجانب اللہ تعالے اور منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بعد رسول
اللہ کے بلا فصل خلیفہ اور امام برحق ہین اور بہت سے احادیث فریقین مین
یہ تصریح ہی کہ بارہ خلیفہ اور امام بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہون گے
اور وہ اولاد رسول اللہ ص اور اولاد جناب امیر علیہ السلام سے ہونگے
اور بعض مین کل اسماء ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے بصراحت مذکور ہین
اور بعض مین صرف اسماء جناب امیر علیہ السلام اور جناب امام حسن علیہ
السلام اور جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر کرکے بعد ازان یہ لکہا ہے
کہ باقی نو امام اولاد سے جناب امام حسین علیہ السلام کے ہونگے اور بہت سے احادیث
سے ثابت ہی کہ ہر امام سابق نے امام مابعد کے ہونیکے باب مین نص بہی
کردی تہی تو اس وجہ سے بہی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
بخوبی ثابت ہی جنکے اسماء مبارک یہ ہین اول امام حضرت علی ابن ابیطالب
دوسری حضرت امام حسن ابن علی تیسری حضرت امام حسین ابن علی چوتہے
امام حضرت علی ابن الحسین پانچوین امام حضرت محمد ابن علی چہٹے امام حضرت جعفر ابن محمد

ساتوین امام حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ آٹھوین امام حضرت علیؑ
ابن موسیٰ نوین امام حضرت محمدؑ ابن علیؑ دسوین امام حضرت علیؑ
ابن محمدؑ گیارہوین امام حضرت حسنؑ ابن علیؑ بارہوین امام حضرت
محمدؑ ابن الحسنؑ تکملہ امام کو قدرت معجزہ کی عطا ہونا جسکے ذریعہ سے
وہ اپنی امامت اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بمقابلہ
مخالفین ہر طرح ثابت کر سکے ایک لطف عباد کے حق مین متصور ہے
اور عمدہ ذریعہ بندون کی ہدایت کا ہی پس یہ لطف بھی اللہ تعالیٰ
پر بنظر اوسکی حکمت کاملہ کے واجب ہی تکملہ ائمہ اثنا عشر علیہم
السلام نے بروقت ضرورت بہت سے معجزات دکھلائے اور اسوجہ سے
بھی امامت اونکی بخوبی ثابت ہی پس وہی سب ائمہ برحق ہین فائدہ
سبب حرمان خلق کا حضور امام زمان سے نہین منجانب اللہ تعالیٰ کے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نہین کرتا کوئی امر مخالف مقتضائے حکمت کے اور نہ
منجانب امام کے بسبب اوسکی معصوم ہونیکے پس ضرور ہی کہ ہو یہ سبب
منجانب اوسکی رعیت کے اور جب تک یہ سبب غیبت کا موجود رہیگا
نہ ظاہر ہونگے امام اور جب بعد رفع کرنے علت مانع کے اطاعت سے اور ظاہر کردینے
حقیقت کے قائم ہو جائیگی اللہ تعالیٰ کیلیے اوپر خلق کے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر واجب
تہا وہ اوسنے کر دیا اور عدم ظہور بوجہ عدم انقیاد خلائق کے واقع ہوا ہے اور استعداد

اوس کی طول عمر مین بعد ثبوت امکان اور وقوع طول عمر کے اوسکے
غیر کے حق مین مثل نوح اور خضر و عیسیٰ علی نبینا و علیہم السلام کے
صریح جہل ہے **تکملہ** استبعاد بوجہ اختفاء امام کے بہی صحیح نہین ہے
جبکہ یہ حضرت عیسیٰ و حضرت خضر علیہم السلام کے حق مین مسلم الثبوت ہے
تبصرہ ہرگاہ انبیاء اور ائمہ ایسے اشخاص ہین کہ امت اونکی جانب
تعلیم اور تادیب مین محتاج ہین تو واجب ہی یہ کہ ہوون وہ اعلم اور
اشجع اور جب کہ ہین وہ معصوم ہین تو واجب ہی یہ کہ ہوان اقرب بہ نسبت
تمام آدمیون کے اللہ تعالےٰ کیجانب اور چونکہ امام رعیت نبی سے ہی
تو واجب ہی یہ کہ ہو نسبت نبی کے فضل مین طرف امام کے مثل نسبت
امام کے طرف رعیت کے **تکملہ** صحابہ کی مدح مین بیشک متعدد آیات
قرآنی اور احادیث ہین مگر برخلاف اسکے بہت سے آیات اور احادیث
سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اونمین اہل نفاق بہی شریک تہے تو اب
دونون قسم کے آیات و احادیث کو باہم ملانے سے یہ ضرور واجب التسلیم
ہی کہ کچہہ صحابہ لائق مدح و ثنا و کچہہ مصداق آیات اور احادیث
ذم کے تہے پس یہی عقیدہ در حقیقت درباب صحابہ کے حق ہی کہ دونون
قسم کے آیات و احادیث کی مصداق اونمین موجود تہے اور ممدوحین
صحابہ بعد اہلبیت علیہم السلام کے اول درجہ کے مؤمنین تسلیم ہونا

چاہیے اور یہی نتیجہ فریقین کے اصول کا اوسوقت لائق تسلیم ہو سکتا ہے
جبکہ بلا تعصب و نفسانیت ایسے مسائل مین غور کیا جاے مگر معیار
ممدوح ہونے صحابہ کا ضرور یہ ہی کہ جسنے مخالفت احکام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین کی اور ہمیشہ بموجب آپکی وصیت
کے تمسک قرآن اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کیا ہی وہی صحابہ ممدوحین ہین

فصل رابع بیان معاد مین

جانتو کہ اللہ تعالی نے خلق کیا انسان کو اور عطا کیا اوسکو علم و قدرت اور ارادہ
اور ادراک اور قوی مختلفہ اور گردانا ہی اوسکے زمام اختیار کو
اوسکے ہاتھہ مین اور اوسکو تکلیف دی ہی تکالیف شاقہ کی اور
مخصوص کیا ہی اوسکو ساتھہ الطاف خفیہ و جلیہ کے واسطے ایک
غرض کے جو عائد ہوگی طرف اوسکے اور نہین یہ مگر ایک نوع ایسے
کمال کا جو نہین حاصل ہو سکتا مگر بذریعہ کسب کے اسواسطے کہ اگر
ممکن ہوتا یہ امر بلا واسطہ تو خلق کرتا وہ اونکو متصف اوسی کمال کے
ساتھہ ابتداءً اور جبکہ دنیا دار تکلیف ہی تو وہ دار کسب ہے اور
ضرور ہی کہ زندہ رہے انسان ایک مدت تک کہ ممکن ہو تحصیل ایسے
کمال کی بیچ اوس مدت کے اور بعد ازان رجوع کرے طرف
دار جزا کے اور نام رکھا گیا ہے اوسکا دار آخرت مقدمہ دہ چیز

که جس کیطرف انسان اشاره کرتا هی جبکه وه لفظ انا کهتا هی جس سے
معنی مین کے هین وه جوهر مجرد هی یعنی ایک موجود بالذات اور مجرد ی
ماده اور جسمیت سے کیونکه اگر عرض هوتا تو هر آئینه محتاج هوتا ایسے محل کا
جو متصف هوتا ساتهه اوسکے اور نهین متصف هوتی کوئی اشئی ساتهه
انسان کے بالضرورت یعنے بالبداهت بلکه وه متصف هوتا هی ساتهه
اوصاف کے جو غیر اوسکے هین تو انسان جوهر هی اور اگر وه صاحب وضع
یعنی قابل اشاره حسیه هوتا تو هوتا وهی بدن یا کوئی اشئی اوسکے جوارح
یعنی اعضا سے جو نهین متصف هوتے ساتهه علم کے لیکن وهی انسان
بالضرورت و بالبداهت متصف علم کے ساتهه هوتا هی تو انسان هوگا
جوهر مجرد عالم اور بدن اور تمامی جوارح آلات اوسکے هونگے اوس کے
افعال مین اور هم نام رکهتے هین اوسے جوهر مجرد کا اس مقام ذکر معاد
مین روح تکمله یه قول که یه نفس ناطقه اور روح انسانی جوهر مجرد هے
جسکی تصریح یهان محقق علیه الرحمه نے کی هی قول ایک جماعت متکلمین اور
علی العموم جمیع حکماے نامی کا هی مگر ایک دوسرا قول یه هی که نفس ناطقه
اور روح انسانی جسمانی هی اور اسیکے قائل ایک جماعت کثیر متکلمین کے
هی اور قران واحادیث کا ظاهر بهی یهی معلوم هوتا هے اور اسپیر
بهت سے دلائل قائم هوسکتے هین بلکه اس باب مین دعوی بداهت علما کا

ممکن ہی کہ فی الواقع نہین ہو وہ شی جسپر مدار علم وحیات انسانی کا ہی خارج جسم
انسان سے اور یہ لائق تسلیم نہین ہی کہ کوئی جسم کیسا ہی لطیف ہو متصف علم
کے ساتھہ نہین ہوسکتا ہی اور جو لوگ روح انسانی کو جسمانی کہتے ہین اونمین بہت
اختلافات ہین اسباب مین کہ وہ کل جسم انسان ہے یا کوئی جزو جسم انسان کا ہی لیکن
قول اقرب الی الصواب یہ ہی کہ وہ ایک جزو لطیف جسمانی ہی جو تمام اعضا مین ساری ہے
اور اوسپر مدار علم وحیات انسان کا ہی اسباب مین بہی اختلاف ہی کہ مادہ اوسکا کیا ہے
بعض اوسکو جسم ہوائی بعض جسم ناری اور بعض عناصر اربعہ کہتے ہین اور بعض
کا قول ہی کہ وہ اجسام نوریہ سماویہ لطیفۃ الجواہر ہین جنکی طبیعت زیادہ تر مشابہ
ضوء آفتاب سے ہی اور وہ تحلل وتبدل اور تفرق وتمزق کو قبول نہین کرتے
اور جب بدن پیدا ہو جاتا ہی اور مستعد قبول روح کا ہوتا ہی تو بحکم اللہ تعالی
یہ اجسام سماویہ اوسمین نفوذ کر جاتے ہین مثل نفوذ آگ کے کوئلہ مین اور
مثل نفوذ تیل کے تل مین اور مثل گلاب کے گلاب کے پہول مین مگر ممکن
ہی کہ یہ کہا جائے کہ بنظر اوسکے نورانی ہونے کے اور بہ نظر اوسکے کمال
لطافت کے اور نیز بعض احادیث خلقت روح اور خلقت نور محمدی صلی اللہ
علیہ وآلہ پر نظر کرکے یہ گمان ممکن ہی کہ ارواح انسانی کا مادہ خلقت مشابہ ہی مادہ
افلاک اور کواکب اور اون انوار سے جو کہ زیر عرش مخلوق ہوی ہین اور
باختلاف مراتب ارواح انہین مواد مین سے کسی مادہ کے مشابہ مادہ سے

پیدا ہوگئی ہین اور یہ قول درحقیقت بہت قریب ہی اوس قول سے جسمین
روح کو اجسام نوریہ سماویہ سے تسلیم کیا ہی لیکن اس بابمین حکم قطعی ممکن
نہین کیونکہ یہ اسرار حکمت اللہ تعالی کی ہین اور اسمین غور ہوا سے مزید بیت
سکنے اور کوئی فائدہ نہین یہ کہنا اور اسیوجہ سے جب سوال کیا گیا تمہارے روح کی
نسبت تو قرآن مین یہی جواب مرحمت ہوا کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی
یعنے کہو کہ روح ایک حکم یا فعل میرے رب کا ہی اور معنا اسمقام مین غور کرنے مین
زیادہ غلطی ممکن ہی پس کوئی ضرورت زیادہ غور کی نہین اور بنظر اس کے
کہ روح انسانی فی الواقع ایک عالم صنعت اور ایک عالم حکمت ہی یہ کہنا کہ
فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین
مقدمہ جمع کرنا اجزاے بدن انسان کا اور تالیف کرنا اونکا یعنے مرکب
کردینا اونکا مثل اوسکے کہ وہ تھا اور اعادہ کرنا اوسکے روح مدبرہ کا طرف
اوسکے تمام رکھا جاتا ہی باسم حشر اجساد یعنے حشر اجسام اور یہ ممکن ہے اور
اللہ تعالی قادر ہی تمام ممکنات پر اور عالم ہی تمام ممکنات کا اور جسم قابل ہے
یعنے لیاقت رکھتا ہے تالیف کی تو اللہ تعالی قادر ہی اوپر اوسی حشر کے
اصل انبیاء نے تمامہم خبر دی ہی حشر اجساد کی اور وہ مناسب ہی مصلحت
کلیہ کی پس حشر اجساد حق ہی بسبب عصمت انبیاء کے اور جنت و نار جو محسوس
ہونگے اور جنکا وعدہ انہین انبیاء نے کیا ہی وہ خلق ہو چکے ہین اور حق

ہین تاکہ استیفا کیا جاے حقوق مکلفین کا اور قسم ثواب و عقاب کے اور
اسیطرح سوال منکر و نکیر اور عذاب قبر اور صراط اور تطائر کتب کا یعنی پیش
ہونا نامہاے اعمال نیک و بد کا اور گویا ہونا جوارح کا اور سوا اسکے جسکی خبر
دی ہے انبیا نے احوال آخرت مین سے وہ سب حق ہین بسبب انکے
ممکن ہونیکے اور خبر دینے انبیا کے صادقین کے بداہۃً اعادہ معدوم کا بعینہ
محال ہی وگرنہ لازم آئیگا تخلل عدم کا بیچ وجود واحد کے پس ہوگا وہ وجود واحد
وجود اثنین اور یہ محال ہی اور جبکہ حشر اجساد حق ہوا تو واجب ہوا کہ نہ معدوم
ہون اجزاے بدن مکلفین و نیز ارواح اون کی بلکہ متبدل ہو تالیف و
مزاج اور فنا جسکا اشارہ واقع ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور نیز كُلُّ
شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ مین اوس سے کنایہ طرف اسی تبدل تالیف و مزاج
کے ہی مبحث فلاسفہ نے کہا ہی کہ حشر اجساد محال ہی کیونکہ جو جسد کہ معتدل
ہو مزاج اوسکا اور مستعد ہوگا قبول نفس کیلئے مستحق ہوتا ہی فیضان
نفس کا منجانب عقل فعال کے پس اگر متصف ہون اجزاء بدن میت کی
بروقت حشر ساتھ مزاج کے تو مستحق ہونگے ایک نفس کے منجانب
عقل کے اور ضرور ہی کہ فیضان کرے عقل فعال ایسے نفس کو کیونکہ فیضان نفس کا
ایسے مادہ پر جو قابل ہو بوجہ عدم تخلل مبدء فیاض کے ضروری ہی پس اگر اعادہ
کیجاے اوسکے طرف اوسکے نفس اولی جو اوسکو دنیا مین حاصل تھے

تو لازم آئیگا اجتماع نفسین کا بدن واحد مین اور وہ محال ہی بالضرورت اور
ہم نے جبکہ ثابت کیا ہی وجود فاعل مختار کو اور باطل کیا ہی اون کے
قواعد کو تو ہم محتاج نہین ہین طرف جواب ان ہذیانات کے کیونکہ فاعل مختار
کے جانب سے ممکن ہی کہ نہ فیضان کرے جسمون پر سواے نفس اولے
کے بموجب اپنے اختیار اور مقتضاے حکمت کے تکملہ محقق علیہ الرحمہ
اور ایک جماعت متکلمین اعادہ معدوم کو محال تسلیم کرتے ہین اور اسیوجہ سے
یہ لوگ اسکے قائل ہوے ہین کہ معاد جسمانی کی حقیقت یہی ہی کہ اجسام
کی ترکیب اور تالیف مزاج کو بروقت موت فنا لاحق ہوتی ہی اور روح اور
اجزاے اصلیہ اجسام باقی رہتے ہین اور بروقت قیامت اونہین اجزا
کو ترکیب اور تالیف و مزاج بحکم اللہ تعالی کے عطا ہوکر روح سابق
اوس سے متعلق کردیجاے گی پس وہ سب بدستور سابق زندہ ہوجاینگے
اور دوسرا قول یہ ہی کہ اجسام اور اونکے اجزا بعد موت فنا ہوجاتے
ہین اور صرف روحین باقی رہتی ہین اور بروقت قیامت اللہ تعالی اونکی
ابدان مثل ابدان سابق کے پیدا کرکے اونہین روحون کو داخل کردیگا
اور وہ بدستور سابق زندہ ہو جائینگے تیسرا قول یہ ہی کہ تالیف و اجزا بعد
موت سب فنا ہوجاتے ہین اور صرف روحین باقی رہتی ہین اور بروقت حشر
اللہ تعالی اونہین ابدان سابقہ کو بعینہا اونہین اجزا اور اونہین تالیفون کے

۵۱

بسا تم بعینہا پیدا کر دیگا اور روحون کو اونہین بدنون مین داخل کر دیگا اور سب بدستور زندہ ہو جائینگے اور ایک قول آخر اور بعض متکلمین کا قول اسمقام پر یہ ہی کہ اعادہ معدوم محال نہین ہی بلکہ جسطرح ایجاد اول ممکن تھا اوسیطرح ایجاد ثانی ممکن ہی اور تخلل عدم کا درمیان وجود واحد کے جسکا حاصل یہ ہی کہ وہی وجود سابق پھر ایک زمانہ مابعد مین بعینہ پیدا کیا جا ہی محال نہین ہی اور نہ اوسکے وجہ سے وجود واحد کا دو ہو جانا لازم آتا ہی پس یہ لوگ اسکے قائل ہین کہ تمامی اجزا اور تالیف اور مزاج سب بروقت موت فنا ہو جاتے ہین اور بروقت قیامت سب روحین بھی فنا ہو جائینگی اور پھر از سر نو اللہ تعالی اجزا اور تالیف اور روحون کو پیدا کر دیگا اور سب زندہ ہو جائینگے اور اس قول کی تائید ظاہر بعض آیات و احادیث سے زیادہ ہوتی ہی اور دیگر اقوال کے بھی مؤید بعض آیات و احادیث ہین جسکا ذکر کتاب بحار الانوار مین معہ دلائل عقلی بخوبی موجود ہی مگر جس قول کو محقق علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہی اوسکے مؤید آیات و احادیث بھی ہین اور دلائل حکیمانہ بھی زیادہ اوسی کی تائید کرتے ہین مگر اسباب مین زیادہ غور ضرور نہین ہی کیونکہ اسیقدر اعتقاد رکھنا ضرور ہی کہ سب آدمی اور وہ اجسام جو محشور ہونگے دوبارہ زندہ کئے جائینگے مگر اوسکی کیفیت کا جاننا کہ کیونکر زندہ کئے جائینگے کچھ ضرور نہین ہی تکملہ رسالۂ رجعت در فصل

مثل معاد کے دوبارہ زندہ کرنا ہے اموات کا ہی نہیں وہ ممکن ہے مثل معاد کے
اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اوسپر اور احادیث کثیرہ اور بعض آیات سے علما
اوسکو ثابت کرتے ہین اور قصص قرآن مین علاوہ ہے کہ ہزارون آدمی ایک دفعہ
بعد مرنے کے اور بعد مدت دراز کے زندہ ہو گئے تھے تو یہ عمل مثال بھی
موجود ہے اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ ویسا ہی اس امت مین ہوگا اور کوئی وجہ
نہین کہ تصدیق اوسکی نکیجائے پس رجعت یعنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و ائمہ علیہم السلام کا پھر دنیا مین آنا اور کامل مومنین کا بغرض
معاینہ آثار قدرت الٰہی اور اسیطرح دشمنان کامل اہلبیت علیہم السلام
کا پھر زندہ ہوکر دنیا مین قبل عذاب آخرت کے معذب ہونا ضرور دام یقینی ہے
اصل ثواب اور عقاب جو موعود ہین وہ دائم ہونگے اور جو مستحق ثواب
علی الاطلاق کا ہوگا وہ مخلد ہوگا جنت مین اور جو مستحق ہوگا عقاب علی
الاطلاق کا مثل کفار کے تو مخلد فی النار ہوگا اور جو شخص کہ نہ مستحق
ہو ثواب و عقاب کا مثل صبیان اور مجانین اور مستضعفین کے نہین مستحسن
ہوگا کریم مطلق سے معذب کرنا اونکا پس داخل ہونگے وہ بھی جنت
مین لیکن جو کہ جمع کریگا دونون استحقاقون کو یعنے استحقاق ثواب و عقاب
کو تو اگر وعید عقاب اوسکی نسبت مطلقاً بلا تعیین آئی ہوگی تو ممکن ہوگا
بسبب امکان عام کے یہ کہ عفو کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے

اور اسواسطے کہ اوسنے وعدہ عفو کیا ہی باوجود مستحسن ہونے عفو کے بھی
اور خلف وعدہ کا قبیح ہی اور علاوہ ازین غرض اوسکے خلق سے ثواب
دینا اوسکا تہا پس عذاب کرنا اوسکا نقیض اوسکے غرض خلقت کا ہے
اور اگر نہ تعیب ہوگا اوسکو عفو اللہ تعالی کا یا کہ مذہب ایسا ہو کہ اوسکی
نسبت وعید عذاب بالیقین ہوی ہو تو یا آنکہ حبط یعنے ساقط ہوگا ایک
استحقاق بسبب استحقاق آخر کے یا کہ نہ حبط یعنے نساقط ہوگا کوئی
استحقاق اونمین سے بوجہ آخر کے اور بصورت ثانی ہین یا کہ اوسکو ثواب
دیا جاویگا جنت کا اوّلا اور بعد ازان اوسکو عقاب کیا جائیگا یا آنکہ اسکے
بالعکس کیا جائیگا یعنے اوّل عقاب کیا جائیگا اور بعد ازان ثواب دیا جائیگا
ساتھ جنت کے حل شبہہ ۔ مذہب اوّل وہی اسقاط احد
الاستحقاقین کا بسبب استحقاق آخر کے مذہب وعیدیہ کا ہے
معتزلہ مین سے اور وہ نہین جائز رکہتے ہین عفو کو مگر صغائر مین پس مذہب
ابو علی جبائی کا یہ ہی کہ استحقاق زائد استحقاق ناقص کو حبط یعنے ساقط
کرتا ہی اور وہ خود بحالہ باقی رہتا ہی اور وہی احباط یعنے اسقاط ہے
جو آیات واحادیث مین مذکور ہی اور مذہب اوسکے بیٹے ابو ہاشم
کا یہ ہی کہ نہین باقی رہتا ہی زائد مین سے بعد تاثیر کے مگر اوسیقدر
جو فاضل ہو مقدار استحقاق ناقص سے اور باقی ساقط ہو جاتا ہی

بوجہ ناقص شے کے اور وہی مراد ہی موازنہ یعنے وزن کرنیسے اعمال خلائق کے
اور ہوگا حکم جزا بسبب فاضل کے قدر استحقاق مین سے خواہ وہ استحقاق
ثواب ہو خواہ استحقاق عقاب ہو اور یہ دونون مذہب باطل ہین بوجہ اونکے
مبنی ہونیکے اوپر تاثیر استحقاق کے اور یہ غیر معقول ہی کیونکہ استحقاق
امر اضافی ہی اور اضافت نہین موجود ہوتی خارج مین وگرنہ لازم آئیگی
تسلسل کیونکہ اگر موجود ہو تو اوسکے لئے محل ضرور ہوگا اور اوس محل
اور اس اضافت کے درمیان مین نسبت اور اضافت ہوگی اور وہ بھی موجود
ہوگی اور یہین اور بھی اسیطرح کلام کیا جائیگا اور وجود اضافات غیر متناہیہ
کا خارج مین لازم آئیگا اور جو نہین موجود ہوتا خارج مین نہین معقول ہے
تاثیر اور تاثر اوسکا اور اگر ہم قائل ہون وجود خارجی استحقاق کی بر سبیل
تنزل تو کہین گے ہم کہ یا آنکہ پائے جائینگے دونون استحقاق معًا یا نہین
اور اول مقتضی ہوگا کہ ہون دونون استحقاق ضدین اور یہ منافی ہی
اونکے مذہب کے اور علاوہ ازین ایک اونمین سے نہوگا اولی تاثیر احباط
مین دوسرے سے بموجب مذہب ابی علی کے اور جسوقت کہ ساقط ہوگا
ایک بوجہ آخر کے موازنہ مین تو کیونکر ساقط ہوگا آخر بسبب اوسکے
اسواسطے کہ تاثیر معدوم کی موجود مین غیر معقول ہے اور صورت ثانی
یعنے یہ کہ دونون استحقاق معًا نہ پائے جائین تو نہ معقول ہوگی تاثیر

٥٥

ایک کی اونمیں سے آخر مین اور نہ وارد ہوگی ہم پہ اشکال بوجہ اضداد کے
کیونکہ ہم نہیں حکم کرتے ساتھ تاثیر ہر واحد کے اونمیں سے آخر مین لیکن
مذہب ثانی اور وہ یہ ہی کہ اول ثواب دیا جائے پھر بعد ازان عقاب
کیا جائے پس وہ متروک ہی بالاجماع پس نہین باقی رہتی ہی مگر صورت
ثالث اور وہی یہ ہی کہ عقاب کیا جائے بعقاب منقطع ایک مدت خاص تک
بعد ازان مخلد فی الجنت ہو اور وہی حق اور مناسب ساتھ عدل اللہ تعالی
کے ہی اور جس سے کہ تعبیر کیا ہی ساتھ میزان کے وہی کنایہ ہی عدل سے
درباب جزا کے تکملہ اللہ تعالی چونکہ عادل ہی تو ولد الزنا بموجب اصول
عدل بہرحال مستحق ثواب ہوگا درصورتیکہ وہ مومن ہو اور اعمال صالحہ
بجالاے اور درصورت کفر وعصیان وہ مستوجب عقاب ہوگا ھدایہ
شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی اہل کبائر کے لیئے ثابت ہی کیون کہ
جسنے عفو اہل کبائر کو جائز رکہا ہی جائز رکہا ہی شفاعت مذکورہ کو اور
جسنے نہین جائز رکہا عفو مذکور کو اوسنے نہین جائز رکہا شفاعت مذکور
کو اور جبکہ مذہب ثانی باطل کیا گیا تو ثابت ہو گیا مذہب اول تکملہ بہت سے
آیات واحادیث منقول ہین جیسے شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ
علیہم السلام کی بلکہ شفاعت کرنا مومنین کاملین کا ثابت ہی پس اعتقاد ایسے
شفاعت کا ضرور ہی جبکہ یہ امر ممکن اور کمال رحمت ومغفرت اللہ تعالی کی

نظر سے انسب ہی اور اصول عدل کے بھی خلاف نہین فائدہ +
ایمان تصدیق کرنا ہی اوس چیز کا کہ واجب ہی تصدیق اوسکی دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور یہ تفسیر اقرب ہے اوسکے معنی موضوع
لغوی سے بمقابلہ اوسکے جو تفسیر اوسکی وعیدیہ نے کی ہے اور وہ یہ
ہی کہ ایمان تصدیق بقلب اور اقرار بزبان اور عمل بذریعہ اعضا کے
ہی اور بموجب تفسیر اول کے اہل کبائر تصدیق کرنے والے ہین پس
وہ مومن ہین اور وہ مستحق ہین ثواب دائم کے کیونکہ وہی عوض ایمان
کا ہے فائدہ وحوش وطیور محشور ہونگے جیسا وعدہ ہوا ہے اوسکا
قرآن مین واسطے اونکے انصاف کے اور واسطے پہونچانے عوض آلام
کے طرف اونکے جیسا لایق ہے عدل اللہ تعالی کو اور اسیطرح
مکلّفین وغیر مکلّفین پہونچایا جایگا اونکو عوض اونکے آلام کا اور جو
وعدہ ہوا ہے اونکے حق مین اور حساب کیا جایگا سب کا بذریعہ ایک
حساب صحیح کے جو حق ہے **ختم و نصیحت** جبکہ فارغ ہوے ہم اوس سے
کہ وعدہ کیا تھا ہم نے پس چاہیے کہ ختم کرین ہم کلام کو اوپر نصیحت کے
اور وہ یہ ہے کہ جو نظر کریگا ساتھ اپنی نظر عقل کے اور مشاہدہ کریگا
حکمت کو اپنی بنای ہستی مین واجب ہوگا اوسپر یہ کہ جانے غرض کو
جسکے لئے اوسکے خالق نے اپنے فضل وکرم سے اوسکو خلق

کیا ہے اور نہ ضایع کرے اوس غرض کو اپنے تفریط و جہل سے ورنہ وہ
مبتلائے شقاوت عظیمہ ہوگا اور اوسکو پہونچیگا نقصان ظاہر وفقنا اللہ
تعالی وایاکم بسعادۃ الدین بمحمد والہ اجمعین
یعنے اللہ تعالی ہمکو اور تمکو اے برادران ایمانی توفیق حصول سعادت
دین کی عطا فرمائے بحق محمد و جمیع آل محمد تکملہ یہ بشارت عظمی قرآن اور
بہت سے احادیث مین ہے مومنین صالحین کے حق مین کہ جنت مین اونکو
نعمائے غیر متناہیہ از قسم اغذیہ و اشربہ و فواکہ لطیفہ نصیب ہونگے
اور علاوہ ازین لطف و لذت قصور و انہار و باغات جنت اور صحبت و معاشرت
ازواج طیبہ و حور عین نصیب ہونگے اور جو لوگ حورون کی صحبت کو اور
اونکے ملنے کو خلاف عظمت و جلالت جنت کے تصور کرتے ہین اونکو درحقیقت
اس امر سے اطلاع نہین ہے کہ ازواج طیبہ درحقیقت عمدہ نعمائے
اللہ تعالی سے ہین خواہ دنیا مین ہون خواہ آخرت مین نہ صرف
بوجہ لطف صحبت خاص بلکہ بوجہ انس و محبت و حسن و معاشرت کے بھی
اور اگر یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا مین اپنے انبیا اور اولیا کو یہ
نعمت عطا کی ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ خاص جنت مین اللہ تعالی نے
حضرت آدم کو زوجہ طیبہ یعنے حضرت حوا عنایت فرمائی تھی تو اوسکی
آخرت مین عطا ہونے مین استبعاد بیجا ہے اور جو اسمائے نعمائے جنت

مذکور

مذکور ہین قرآن واحادیث مین مثل دودہ یا انگور اور شہد اور انار وغیرہ کے
اونسے مراد در حقیقت یہ ھی کہ اسی شکل وصورت کی نعمتین جنت مین عطا
ہونگی مگر اونکی کیفیت اور لذت کروڑون حصے انہین اقسام کی نعماء
دنیا سے بڑہی ہوی ہوگی اور در اصل ایسا فرق عظیم نعماے جنت اور
نعماے دنیا مین ہوگا جس کا بالفعل سمجہنا یا سمجہانا ممکن نہین ہے
اسیوجہ سے یہ وارد ہوا ھی کہ وہ لطف حاصل ہوگا جنت مین کہ جو نہ
کسی آنکھ نے دیکہا ہی نہ کسی کان نے سُنا ہی اور جو نعما مذکور ہوی ہین
اونہین پر نعماے جنت محصور نہین ہین بلکہ اوسکے علاوہ بہت سے نعما
حاصل ہون گی اور اوسکے تفصیل دریافت ہونا مشکل ہے مجملاً یہ البتہ
کہا جا سکتا ہے کہ ادنی ایک جنتی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ لطف
ایک بڑے شاہنشاہی کے ابدی لطفونسے بڑہے ہوے لطفون پر مشتمل ہوگا اور سب سے
اعظم نعمت نعماءِ جنت سے معرفت کاملہ اللہ تعالی کی ہوگی کہ اوسکا لطف
احاطہ خیال سے باہر ہے اللّٰہم ارزقنا واخواننا نعماء جنّٰت
الطیبہ واجعلنا من المتمتعین برحمتك الابدیہ
خاتمہ بحمد اللہ سبحانہ وتعالی کہ یہ رسالہ شریفہ بتاریخ ۱۷ شوال
۱۲۹۵ھ شروع کیا گیا اور آج بتاریخ ۲۳ شوال سنہ مذکور ختم ہوا
اور یہ ایک عمدہ مختصر رسالہ واسطے دریافت عمدہ مطالب علم کلام کے ہی

جس سے علم یقینی ملت حقہ الہیہ محمدیہ اثنا عشریہ کا حاصل ہوسکتا ہی
جو لوگ ستفید ہوں اس سے اونکو چاہئی کہ اول محقق طوسی علیہ الرحمہ
کو جو اصل مصنف اسکے اصل یعنے فصول فی الاصول کے ہین
اور بعد از آن راقم آثم مترجم و مولف رسالہ ہذا کو بدعائے خیر
یاد کرین اور میری دعائے خیر تو سب کے حق مین یہ ہے کہ ربنا
اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فقط

قطعۂ تاریخ از مصنف مدظلہ

چون این رسالہ طبع شد از فضل ذوالجلال
بشگفتہ ہمچو گل ز طرب ہا دل ملول

تاریخ حسن طبع چو مطلوب طبع بود
تا عمر یادگار بماند بہر نخول

بنوشت شمس از سر اعجاز مصرعی
این است بہر مقصد حق منہج وصول

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

بخط خاکسار سید محمد تقی عنہ

تتمہ حواشی متعلق صفحات ۷ - ۱۱ - وغیرہ جو نہایت
ضروری حواشی ہین چھاپ کر شامل رسالہ ہذا کردئے گئے ہین
اونکا ملاحظہ بھی ضرور ہے فقط

حواشی متعلق صفحہ ۷ ۲ مین مذکور ہی اور معنے اسکے کہ اوس سے خبر دیجاسکے یہ ہین کہ اوسکے طرف نسبت
نفی یا اثبات کسی شئے کی کیجائے اور یہ ظاہر ہی کہ نفی و اثبات کی لفظین جو اس تعریف مین مذکور ہین اونکا علم
موقوف ہی علم وجود پر اور اسیطرح وہ تعریف بھی جو کیگئی ہی کہ وجود وہ شئے ہی کہ جسکے وجہ سے ماہیت حاصل
ہی خارج مین اور جو یہ تعریف کی ہی کہ وجود ہونا کسی شئے کا ہے اعیان مین اسواسطیکہ اس تعریف مین بھی
ہونا شئی کا خارج مین اور ہونا شئی کا اعیان مین جو مذکور ہین وہ علم وجہل مین مساوی ہین وجود کے
ساتھ ۱۲ منہ عفی عنہ ۳ کیونکہ ایسی تعریفین دور پر مشتمل ہین کیونکہ علم شئی کا اوسکی تعریف پر موقوف
ہوتا ہی اور جبکہ علم ایسی تعریفونکا بسبب علم وجود کے ہوا یا تابع علم وجود کا ہو تو اب علم وجود کا خود علم وجود
پر موقوف ہوا اور یہ صریح دور ہی پس حق یہ ہی کہ علم وجود بدیہی ہی اور علم بدیہی ہونے علم وجود کا بھی بدیہی
ہی اور جو تعریفین مذکور ہوئی ہین وہ تعریفین حقیقی نہین ہین بلکہ وہ لفظی تعریفین ہین بغرض دفع خفا کے
جو بعض اذہان مین ممکن تھی ۱۲ منہ عفی عنہ ۴ یعنے تقسیم موجود کیطرف اوسکی دو قسمونکے جس سے علم معنے واجب
الوجود اور ممکن الوجود کا حاصل ہوسکتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ ۵ کیونکہ یہہ تقسیم دائر ہی درمیان نفی اور اثبات
کے یعنے اس تقسیم مین دو قسمین ایسی قائم کیگئی ہین جنمین سے ایک اثبات ایک امر کا ہی اور دوسری قسم
نفی اوسکی ہی اور ایسے صورت مین کوئی اور قسم ممکن نہین ہے ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر
سوا دو قسمت معنی مفہوم کو قرار دین اور یون کہین کہ ہر مفہوم کو جب ہم لحاظ کرتے ہین یا کہ وجود اوس کا
ضروری ہوگا اور وہ واجب الوجود ہی یا آنکہ عدم اوسکا ضروری ہوگا اور وہ ممتنع الوجود ہی یا آنکہ وجود
عدم اوسکا کوئی ضروری نہوگا اور وہ ممکن الوجود ہی تو اسطرح سے تین اقسام حاصل ہونگی جو متبائن ہین
اور تصور انکے مفہومات کی بھی بدیہی ہین مثل تصور وجود کے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۱۱
۱ اور مسموع ہی ہمارے کانون سے مگر حال نہین ہی ہمارے مصاحف اور قلوب اور زبانون اور کانون مین اور
اس کلام مین تناقض ظاہر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ معنے یہ ہین کہ جو لکھا ہوا ہی مصاحف مین دال ہے
کلام پر اور جو محفوظ ہی قلوب مین وہ دال ہے کلام پر اور جو مقروء ہی بزبان دال ہی کلام پر اور جو مسموع
ہی کان سے دال ہے کلام پر مگر اصل کلام قائم بذات اللہ تعالی ہی تو یہ ظاہر ہی کہ یہ معنے غیر ظاہر ہین
اور کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایک کلام کہا جائے اور اوسکی معنے غیر متبادر کے ساتھ تاویل کیجائے
پھر بموجب اونکے قول کے بہت سے آیات قرانیہ مین تاویل کی ضرورت ہوگی اور بہت سے احادیث
مین مثلا اب بموجب اونکے کلام کے جہان قرآن مین ہی کہ وہ نازل کیا گیا ہے صحیح نہوگا کیونکہ کلام

۹۱

ور تعداد بیان کر دئے اور جنگ موتہ میں جو شخص شہید ہوتا تھا اور جو سردار ہو جاتا تھا سب کا حال آپ بیان کرتے

اصلی نازل نہیں ہوا اور جہاں فرمایا ہے کہ وہ کتاب ہی تو یہ بھی بظاہر صحیح نہیں ہے کیونکہ اصل کلام کتاب نہیں ہے اور جہاں کفار کو حکم ہوا کہ تم مثل کلام اللہ کے پیش کرو تو یہاں بھی اصل کلام کو کفار جانتے بھی نہیں تھے اونسے اوسکا مثل طلب کرنا صحیح نہوگا اور جہاں کہا ہی کہ قرآن ہادی ہی بلا تاویل صحیح نہوگا کیونکہ اصل کلام ہادی نہیں ہے پس ایک قاعدہ لفظی کی رعایت ایسے قول کے قائل ہونا جس سے تمام کلام اللہ تعالی کے عمدہ آیات کی تاویل کی ضرورت ہو علاوہ الزامات سابق کے اس وجہ سے بھی ضرور نہیں ہے کہ دلیل عقلی مجوز ایسے تاویلات کی قائم نہیں ہوئے اور حدیث جو نقل کی ہی ان لوگون نے کہ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ اگر صحیح تسلیم ہو تو اوسکی تاویل بغرض رفع الزام بتعدد وجوہ وغیرہ کے یہ ظاہر ہی کہ مراد یہ ہی کہ کلام اللہ موضوع نہیں ہی ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۳۵ جہانتک تاثیرات قدرتی سے متعلق ہین عمدہ دلائل اسکے ہین کہ بہت سے ناظمان حکیم آسمان ہین اور متعلق کواکب اور کرہ ہوا اور ابر اور جمادات اور نباتات اور حیوانات اور انسانون کے خلق ہوئے ہین اور وہی ملائکہ سماوات وارض ہو کلین ہوا و ابر اور ہو کلین جمادات ونباتات اور حیوانات اور انسانونکے ہین اور اگرچہ بظاہر یہ دلائل ظنی ہین مگر جب مطابق انکے کلام مخبر صادق کا موید اسکا ہی تو انکی صحت مین کلام نہیں اور یہ اون دلائل سے قوی ہین جو حکما بہت سے مقاصد مین مثل وجود فلک وجود عقول وغیرہ کے قائم کرتے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۲۳۷ اپنی ذات پر رحمت کو یعنے اللہ تعالی نے رحمت کو اپنی اوپر واجب کیا ہی اور اس سورہ مین دوسری جگہہ ہی وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے جب آوین تیرے پاس اے رسول اللہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ہماری آیتون کا پس کہہ تو سلام ہی تم پر لکھا ہے تمہارے رب نے اپنے ذات پر رحمت کو تحقیق جسنے تم مین سے کیا کوئی برا کام نادانی سے پھر توبہ کی بعد اوسکے اور درست کیا اپنے اعمال کو پس تحقیق وہی رب تمہارا بخشنے والا مہربان ہے پس ان مین بھی تصریح ہی کہ اللہ تعالی نے رحمت کو اپنے اوپر لکھا یعنے واجب کیا ہی اور آیہ کریمہ سورہ فتح سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا جسکے معنے یہ ہین کہ یہ طریقہ اللہ تعالی کا سابق سے ہی اور تو اللہ تعالی کے طریقہ کیلئے تبدیل نہ پائیگا اور اسی قسم کے بہت سے آیات قرآنی عمدہ ثبوت اسکا ہین کہ اللہ تعالی کا جو دستور حکمت سے ہے اوسمین تغیر و تبدل نہین ہوتا اور اوسکے بموجب وقوع مین آنا جمیع امور کا واجب ہے پس انکار اہل سنت کا اس باب مین اور یہ کہنا کہ اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب نہیں ہے صریح نادرست ہے اور یہی حال ہے اونکا ہر مسئلہ مین اور در حقیقت ہر مسئلہ خلافی مین قرآن اور احادیث موید مذہب شیعہ ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۲۳۹ اور لقوی کے امراض مین مبتلا ہوا اور جب وہ کی قوم نے الہ المجالی کی تو اوس نے دعا کی اور فوراً وہ اچھے ہو گئے جو دھوین ایک مرتبہ قریش نے درخواست کی کہ آپ مردونکو زندہ کرین اور آپنے حکم دیا جناب امیر علیہ السلام کو کہ مقبرہ قریش مین جاکر نام مردونکے لیکے ندا کرین اور کہین کہ محمد رسول اللہ نے تمسے فرمایا ہی کہ بحکم خدا اوٹھو

۱۴ اور درباب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور نیز بنسبت جنگ جمل وغیرہ کے اور اسیطرح کے
بہت سے معجزات ہین جنکا ذکر کتب مطولہ مین ہے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۳۴ حدیث کے ہے
اور سب پر آنکی اطاعت واجب تھی تیسرے یہ کہ قبل دو ماہ جو مبینہم اپنی وفات کی بروز عرفہ اور نیز بمقام خم غدیر بعد
ذکر اسکے کہ آپ کا زمانہ وفات قریب ہے یہ حدیث ثقلین جو نہایت عظیم الشان حدیث متفق علیہ فریقین ہے
حضرت رسول اللہ صلعم نے خاص بطور وصیت اہم ارشاد فرمائی اور کہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
اور اسکا حاصل یہ ہی کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے تمامی صحابہ سے اور اونکے ذریعہ سے تمامی امت سے یہ وصیت
کی تھی کہ مین تمہارے درمیان مین دو عظیم الشان چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ تعالی کی ہے اور
دوسرے عترت یعنے اہل بیت میرے اور جب تک تم تمسک کروگے اون دونونسے یعنے جبتک تم اون دونونکی
اطاعت خالص وخاص کروگے ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونون جدا نہونگے ایک دوسرے سے یہانتک
کہ آئینگے میرے پاس حوض کوثر پر اور چونکہ بموجب تصریحات علماے معتبرین فریقین مراد اہلبیت سے
حضرت علی ابن ابیطالب ع اور حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حضرت امام حسن ع اور حضرت امام حسین ع ہین تو
اس حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے تا بقیامت مدار ہدایت تمامی امت کا صرف دو چیزون پر
ہوگا اور واجب الاطاعت تمامی امت کے لئے بعد حضرت رسول اللہ صلعم کے تا بقیامت صرف دو چیزین
ہونگے جو قران اور اہلبیت ہین اور قیامت تک اہلبیت یا اونکے قائم مقام قرآن کے ساتھ باقی
رہینگے اور ہمیشہ وہ واجب الاطاعت ہونگے اور سوائے قرآن اور اہلبیت کے اور کوئی بالذات
واجب الاطاعت امت کے لئے نہوگا پس اس حدیث مین ایک قسم کی نص قطعی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
پر موجود ہے چوتھے یہ حدیث سفینہ متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ان مثل
اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ھلک یعنے مثال ہمارے اہلبیت کی
درمیان تمہارے اے مومنین مثال کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسپر سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو اوس سے
پیچھے رہا یعنے اوسمین سوار نہوا ہلاک ہوا اور اس حدیث مین صریحا یہ ارشاد ہوا ہی کہ امت محمدی سے
جو اہلبیت کی اطاعت کریگا وہی نجات پائیگا طوفان گمراہی سے اور جو اہلبیت کی اطاعت نکریگا
ہلاک یعنے گمراہ ہوگا اور یہ حکم عام ہے تمام امت کے لئے پس جب اہلبیت تمام امت کے واجب الاطاعت
بموجب ارشاد نبوی کے ہین تو اسمین شبہہ نہین ہی کہ امامت اور خلافت اہلبیت علیہم السلام کے

جو حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہین بخوبی ثابت ہو گئے
کیونکہ خلیفہ اور امام وہی ہے جسکی اطاعت تمام امت پر واجب ہوا اور یہ بنظر ظاہر حدیث کی ہے ورنہ درحقیقت
مراد اہلبیت سے وہ اور اونکے قائم مقام ہین یعنے جملہ علمائے اہلبیت اور اسطرح امامت جملہ ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام کے اس حدیث سے بھی ثابت ہی پانچوین وہ حدیث ہی جو کتاب اصول کافی مین مذکور ہے
اور جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک لوح عطیہ اللہ تعالے
جو بواسطہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے عطا ہوے تھی پاس جناب سیدہ علیہا السلام
کے دیکھی تھی جسمین تمام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے نام لکھے ہوئے تھے اور یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ سب
بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ابتر تبت خاص ائمہ اور اوصیا حضرت رسول اللہ صلعم کے
ہونگے اور جن آیات کی جانب ایماے اونمین سے بعض آیات یہ ہین اول آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ
رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ
اور اسکے معنے یہ ہین کہ نہین ہے حاکم تمہارا اے مومنین مگر اللہ اور اوسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان
لائے اور جو قائم کرتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو دران حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہین
اور بالاتفاق تفاسیر معتبرہ فریقین سے ثابت ہی کہ یہ آیہ اوسوقت نازل ہوا تھا جبکہ حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے حالت نماز مین انگوٹھی سائل کو دی تھی اور اسیوجہ سے یہ آیہ شریفہ ضرور آپ کی شان
مین نازل ہوا ہی پس بموجب اس آیہ کے یہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ اللہ تعالی نے نص اور تصریح
فرمادی تھی کہ حکومت تمامی مومنین کی صرف اللہ تعالی اور حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کو حاصل ہے پس اس سے بھی امامت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بخوبی ثابت
ہے دوسرے آیہ کریمہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اے
رسول اللہ تم تو نہین ہو مگر ڈرانیوالا اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے اور معتبر مفسرین فریقین نے
تسلیم کیا ہے کہ مراد منذر سے رسول اللہ صلعم ہین اور مراد ہادی سے اس آیہ مین حضرت امیر المومنین
ہین اور اسطرح قرآن مین تصریح اسکی موجود ہے کہ ہر قوم کے لئے ہادی جناب امیر المومنین
علیہ السلام ہین تو آپ کی امامت بموجب نص قرآنی ثابت ہوی تیسرے آیہ کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اطاعت کرو اے
مومنین اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلعم کی اور اونکے جو صاحب حکم ہین تم مین سے

اور ائمہ علیہم السلام نے اسکی تفسیر میں یہ ارشاد کیا ہے کہ مراد اولی الامر یعنے صاحبان حکم سے ائمہ
اثنا عشر علیہم السلام ہین اور احادیث ثقلین و سفینہ سے بھی تصدیق اسکی ہوئی ہے کہ در حقیقت یہ
تفسیر صحیح اس آیہ کی ہے چوتھے آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ
الصَّادِقِیْنَ ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اے مومنین تم ڈرو اللہ سے اور ہمیشہ ساتھ صادقون کے
رہو اسکی بھی تفسیر مین ائمہ علیہم السلام نے یہ فرمایا ہی کہ مراد صادقین سے ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام ہین اور اوسکے بھی موئد احادیث ثقلین اور سفینہ ہین پانچوین آیہ کریمہ
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اے مومنین
تم اللہ کے رسن یعنے وسیلہ سے متمسک کرو سب کے سب اور متفرق نہو اور اسکی بھی تفسیر مین
یہ منقول ہے کہ مراد حبل اللہ سے جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین پس اس سے بھی امامت
حضرت کی ثابت ہے جب سب امت کو حضرت کی ذات سے متمسک کرنے اور اطاعت کرنے کا
حکم ہوا ہے اور سوا اسکے بہت سے آیات و احادیث سے علمائے امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
پر استدلال کیا ہے جو کتب معتبرہ مین مذکور ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۳۴۴ معبود
سوائے اللہ تعالی کے نہین ہے اور محمد رسول اللہ تعالی کے ہین اور تم اے علی وصی محمد کے اور سردار اوصیا ہو
تیسرے ایک دفعہ ایک عورت ام فروہ نامی کو جو مرگئی تھی بحکم خدا زندہ کیا چوتھے ایک دفعہ ایک شخص سعد نامی کو جو
مرگیا تھا بحکم خدا زندہ کیا اور علاوہ ازین دیگر اموات کو بحکم خدا زندہ کیا پانچوین یہ کہ بروقت آغاز جنگ خوارج کے
آپ نے یہ کہا تھا کہ ہمارے لشکر کے آدمیون مین سے پورے دس آدمی نہ مارے جائینگے اور اونکے لشکر کثیر
مین سے پورے دس آدمی نہین بچینگے اور بعد اختتام جنگ جب حساب کیا گیا تو ایسا ہی ہوا تھا جیسے آپنے
ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر شہادت امام حسین علیہ السلام کی دی تھی اور مقام قتل گاہ دکھا دیا تھا اور سب حالات
بیان کردئے تھے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ ابن سعد حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کریگا اور یہ صحیح ہے نہین کوئی بھی
ساتوین یہ کہ بروقت نزاع خلافت حضرت نے خلیفہ اول کو دکھلا دیا تھا اور خلیفہ صاحب نے دیکھا تھا
کہ حضرت رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے ہین اور خلیفہ صاحب سے فرماتے ہین کہ خلافت حق علی علیہ السلام کا ہے اونکے حوالہ
کردے ورنہ عذاب آخرت مین مبتلا ہوگا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپنے
بحکم خدا مردہ کو زندہ کردیا دوسرے یہ کہ جب والی شام سے آپنے صلح کرلی تو لوگونکو اسباب مین شبہہ تھا
کہ آیا یہ صلح کرنا آپکا درست تھا یا نہین پس آپنے حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو

٦٥

دکہلادیا یا ہم اور اونہون نے دیکہا کہ حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت علی ع ابن ابیطالب اور حضرت حمزہ ع اور
حضرت جعفر ع سامنے آئے اور حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت جابر رض سے ارشاد کیا کہ یہ صلح مصالح عظیم
پر متضمن ہے اور ضرور درست ہے تیسرے یہ کہ ایک شخص کو آپ نے بہت سچی اور واقعی خبر دی کہ تو نے فلان
شخص سے بوقت صبح یہ باتین کی تہین حال آنکہ آپکو کوئی ذریعہ اوس حال کے دریافت کا سوائے اسکے
نہ تہا کہ اللہ تعالی نے آپکو اوسکی اطلاع دی تھی چوتھے ایک شامی نے آپ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہین تو آپ
ایسا کیجئے کہ وہ شخص عورت ہو جائے اور اوسکی زوجہ مرد ہو جائے آپنے دعا کی اور وہ شخص عورت ہو گیا اور
اوسکی زوجہ مرد ہو گئی اور بعد ازان جب ایک مدت کے بعد اونہون نے توبہ کی اور درخواست کی
تو آپ نے دعا کی اور وہ اپنے اصلی حالت پر آگئے پانچوین ایک دفعہ مینہ نہین برستا تہا اور آپنے
اور آپکے ساتھ حضرت امام حسین ع نے دعا کی اور بحکم خدا فوراً مینہ برسنے لگا اور منجملہ معجزات حضرت
امام حسین علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ حبابہ والبیہ کے داغ برص کو جو درمیان دونون آنکہونکے تہا اپنا
لعاب دہن لگا کے بحکم خدا اچہا کر دیا دوسرے یہ کہ ایک مومنہ مالدار بلا وصیت مر گئی تھی اور
اوسکی بیٹی نے آپ سے اسکی اطلاع کی آپنے اوسکے مکان پر جا کر دعا کی اللہ تعالی سے کہ اوسکو
٦٦
زندہ کر دے تاکہ وہ وصیت کرے وہ زندہ ہو گئی اور وصیت کی اور بعد ازان پھر وہ مردہ
ہو گئی تیسرے یہ کہ بجاد غلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دیکہا تہا کہ حضرت امیر علیہ السلام
تیر مارتے ہین اور ملائکہ آپکا تیر آپکو واپس دیدیتے ہین اور اسوجہ سے اونکی آنکہونکی بینائی جاتی
رہی تھی اور حضرت امام حسین ع سے اونہون نے اسکی شکایت کی آپنے ہاتھ اپنا اونکی آنکہون
پر پھیر دیا بفضل اللہ تعالی بدستور بینا ہو گئی چوتھے یہ کہ بعد شہادت سر اقدس آپکا نیزہ پر
تلاوت قرآن کی کرتا تہا اور کلمات ہدایت کے ارشاد فرماتا تہا پانچوین یہ کہ ایک سفر مین ہمراہ
رکاب آپکے ایک شخص اولاد زبیر مین سے تہا جو آپکی امامت کا معتقد تہا آپ نے ایک درخت
خشک خرمہ کی نسبت دعا کی اور وہ فوراً سرسبز ہو گیا اور میوی تازہ اور رسیدہ فوراً اوسمین
لگ گئے اور لوگون نے وہ میوی توڑے اور کہائے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین
علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپکی دعا سے بحکم خدا پانی جو طشت مین تہا یاقوت سرخ اور زمرد سبز
اور موتی سفید ہو گیا اور آپنے وہ ایک مومن کو دیدئے جو ہر سال آپ کے لئے ہدیہ لاتا تہا اور
اوس سال جب چلا تہا تو اوسکی زوجہ نے کہا تہا کہ تو ہر سال ہدیہ حضرت کے لئے لیجاتا ہے

مگر حضرت تجھکو کبھی کچھ نہین دیتے ہین اور ہر وقت دینے جواہرات کر. آپ نے اوس سے فرمایا کہ ہمارے جانب سے
اپنی زوجہ سے عذر کرنا اور کہنا کہ ہم تیرے ہدایا کا درحقیقت عوض نہین کرسکتے ہین اور جب بعد
از آن زوجہ اوسکی مشتاق زیارت ہوکر آئی تھی اور قبل حضرت کی زیارت کے مرگئی تہی اور اس حال
کی اوس مؤمن نے حضرت کی خدمت مین اطلاع کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کے دعا کی اور وہ بحکم
خدا زندہ ہوگئی اس معجزہ مین دو معجزے تو صاف مذکور ہین اور ایک تیسرا معجزہ یہ بہی ضمناً مذکور ہی کہ حضرت
کو اوس مؤمن کی جورو کی گفتگو کی اطلاع ہوگئی حالانکہ حضرت وہان موجود نہ تہے دوسرے[۲] یہ کہ
سعید ابن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت نے مسجد رسول اللہ مین دو رکعت نماز پڑہی اور بعد ازان
تسبیح خدا پڑہی تو جتنے درخت اور سنگریزے گرد حضرت کے تہے سب تسبیح پڑہنے لگے تیسرے[۳] یہ کہ
جب آپ سے اور آپ کے چچا محمد ابن حنفیہ سے درباب امامت کے کچھ گفتگو ہوئی تھی تو محمد حنفیہ نے حجر اسود سے
چاہا کہ اونکے حق مین گواہی دے کوئی جواب نہین ملا مگر جب حضرت نے حجر اسود سے اپنے امامت کی
گواہی چاہی تو حجر اسود نے آپکی امامت کی گواہی دی اور محمد ابن حنفیہ نے آپ سے عذر کیا چوتہے
٦٧
یہ کہ ایک دفعہ ایک نابینا لڑکے کو حضرت کے پاس لائے آپنے اپنا ہاتھ اوسکی آنکھون پر پھیر دیا
وہ بحکم خدا بینا ہوگیا ایک گونگے کو لائے اوسکو بحکم خدا گویا کردیا اور ایک ایسے شخص کو لائے
جسکے پاؤن بیکار ہوگئے تہے اور حس و حرکت نہین کرسکتا تہا اوسپر آپ نے اپنا ہاتھ پھیر
دیا اور وہ بحکم خدا اچھا ہوگیا اور بخوبی چلنے لگا پانچوین یہ کہ ایک دن آپنے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک دن ایک ہرن کو ایک انصار کے اوس سے طلب کرکے ذبح کرایا
اور صاف کراکے اوسکو بہنوایا اور اہل بیت اور بعض صحابہ خاص کو حکم دیا کہ اسمین سے
کہاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑو بعد ازآن جب اوسکو کہاچکے اور سب چلے گئے تو وہ انصار اپنے
دروازہ پر آیا تو دیکہا کہ وہ ہرن اوسکے دروازہ پر کہیل رہا ہی بعد ازآن امام علیہ السلام
نے خود بھی ایک ہرن منگایا اور اوسکو ذبح کرایا اور اوسکو لوگون سے بہنوایا اور اونسے
کہا کہ اسمین سے کہاؤ اور ہڈی کو نہ توڑو جب کہاچکے تو وہ ہڈیان اوس ہرن کے
کہال مین ڈالدین اور بحکم خدا وہ ہرن زندہ ہوکر کہڑا ہوگیا اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک یہ ہی کہ منصور یعنے ابوجعفر دوانقی کو جب وہ زمانہ دولت بنی
امیہ مین بخوف بنی امیہ جابجا سرگردان پھرتا تہا آپ نے یہ خبر دی کہ وہ اور اوسکا بھائی عنقریب

سلطنت پر کامیاب ہوگا اور بحکم خدا ویسا ہی ہوا دوسرے یہ کہ ایک سفر مین ایک خشک درخت خرما کے
آپ نے کہا ہمکو طعام دے اور اوسمین سے فوراً بحکم خدا سرخ اور زرد رطب گرنے لگے اور سب نے
کہائے تیسرے یہ کہ آپ نے اپنا عصا پتھر پر مارا اور اوسمین سے پانی جوش مارتا ہوا نکلا یہ معجزہ حضرت
موسیٰ کے معجزہ سے نہایت مشابہ ہے چوتھے یہ کہ آپ نے ایک مٹی کا ہاتھی بنایا اور اوسپر سوار ہوئے
اور وہ ہاتھی اوڑا اور آپ مکہ گئے اور واپس آئے اور جب اسکی تصدیق لوگون نے چاہی تو آپ نے بعض
اشخاص کو اپنے ساتھ اوسپر سوار کیا اور اوسیطرح مکہ گئے اور واپس آئے پانچوین یہ کہ ایک شامی
آپ کے پاس بہت نشست رکہتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ بوجہ آپکی فصاحت کے آپکے پاس نشست رکہتا ہون
وہ بیمار ہوا اور مر گیا اور آپکو خبر کیگئی اور یہ کہا کہ اوسنے وصیت کی ہے کہ آپ اوسکی نماز جنازہ پڑہین
آپ نے اپنے مکان پر دو رکعت نماز پڑہی اور دعا کی اور سجدہ کو طول دیا بعد ازان اوسکے مکان پر گئے
اور اوسکا نام لیکر ندا کی اور وہ لبیک کہکر اوٹھ کہڑا ہوا اور اوسنے کہا کہ بعد مرنے کے مین نے
ایک نہایت خوش آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ روح اسکی پہیر دو کہ محمد ابن علی ع نے ہمسے اس امر کی
درخواست کی ہے اور منجملہ معجزات حضرت امام جعفر ع ابن محمد الصادق علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ

۱۱۸

ایک دفعہ منصور عباسی نے بقصد قتل آپ کو طلب کیا اور جب آپ گئے تو وہ آپ سے بکمال لطف پیش
آیا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اور بہت کچھ ہدیہ نذر کرکے آپکو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ مین بہیجدیا
اور جبکہ ربیع نامی اوسکے غلام نے پوچہا کہ کیون باوجود عداوت شدیدہ کے اوسنے ایسا کیا
تو اوسنے کہا کہ اوسنے ایک بڑی اژدہے کو دیکہا کہ وہ آدمیونکی زبان مین اوس سے کہتا ہے کہ اگر تو نے
کچھ بدسلوکی فرزند رسول ص سے کی تو تیرا گوشت تیری ہڈیون سے جدا کیے دونگا دوسرے یہ کہ
جب بحکم منصور عباسی آپ کے گہر مین آگ لگادی گئی اور دروازہ اور دہلیز جلنے لگے تو آپ اوس
آگ کے اندر سے آتے جاتے تھے اور ایک ساعت تک اوس آگ مین جہان زیادہ جلتی تھی ٹہرے رہے
اور کہتے تھے کہ ہم فرزند ابراہیم خلیل اللہ کے ہین تیسرے یہ کہ ایک شخص نے بعد رجوع حج کے
آپکی خدمت مین حاضر ہوکے کہا کہ یا حضرت میری جورو مر گئی ہے اور مین تنہا رہگیا ہون آپ نے
کہا کہ تو اوسکو دوست رکہتا تہا اوسنے کہا کہ ہان آپنے کہا کہ تو اپنے گہر مین واپس جا اور اوسکو
کہانا کہاتے دیکہیگا اور وہ واپس آیا اور اپنے گہر مین اوسکو کہانا کہاتے ہوئے دیکہا
چوتھے ایک شخص اہل خراسان آیا اور آپ سے عرض کی کہ مین اور میرے ماں باپ آپ کے

حقوق ادا کرنیکو آپ کے جانب آئے تھی میری مان مر گئی اور آپ تک نہ پہونچی آپ نے کہا کہ جا
اپنے مقام سے اپنی مانکو نے آ وہ با اعتقاد فوراً آگیا اور اپنی مانکو اپنے ہمراہ لے آیا اور جب اوس نے
حضرت کو دیکھا تو کہنی لگی کہ یہی وہ شخص ہین جنہون نے ملک الموت کو حکم دیا کہ وہ مجھکو چھوڑ دین
پانچوین یہ کہ ایک روز آپ کوہ صفا پر کھڑے ہوے تھے جو مکہ کے قریب ہے اور عباد بصری نے
کہا کہ آپ کہتے ہین کہ حرمت مومن کی اس بنا سے اعظم ہے آپ نے کہا کہ یہ مین نے کہا ہے اور اگر
مومن ان پہاڑونکو کہے کہ ہمارے پاس چلے آؤ تو وہ اوسکے پاس چلے آئین راوی کہتا ہے کہ
مین نے دیکھا کہ پہاڑ یہ کہتے ہی آپ کے جانب چلے تو آپ نے کہا ٹھہر جاؤ کیونکہ میرا ارادہ یہ
نہین تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور منجملہ معجزات حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام کے
ایک یہ ہے کہ مگر آپ نے مردونکو زندہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے بہت کثرت کے ساتھ آگ
روشن کرائی اور اوسمین جا بیٹھے اور دیر تک بیان حدیث فرماتے رہے اور عبد اللہ سے
جو آپ کے بھائی تھے اور جنکو دعوی امامت کا بھی تھا یہ کہا کہ اگر تم امام ہو تو تم بھی اس آگ
مین آکے بیٹھو اور رنگ عبد اللہ کا یہ سنکے متغیر ہو گیا تیسرے یہ کہ خلیفہ رشید عباسی نے
ایک ایسے مکان مین آپکو داخل کرایا جہان بہت سے جانوران درندہ وغیرہ مثل شیر کے
رہتے تھے جب آپ داخل ہوے تو وہ آپ سے نہایت عاجزی کے ساتھ پیش آئے اور
دمین اپنی ہلا نیلگے اور آپ کی امامت کی گواہی دینے لگے اور حضرت کے جانب متر رشید سے
پناہ مانگنے لگے چوتھے یہ کہ آپ نے ایک درخت کو کہلا بھیجا کہ وہ آپ کے پاس چلا آئے وہ اپنی
جگہہ سے اوکھڑکے چلا آیا اور آپ کے پاس آکے ٹھہر گیا اور بعد ازآن اوس سے کہا کہ
وہ اپنی جگہہ پر پھر چلا جائے وہ اپنی جگہہ پر پھر چلا گیا پانچوین یہ کہ جب رشیق غلام رشید
عباسی اپنے آقا کے حکم سے بارادہ قتل حضرت کے آیا آپ نے اپنی عصا کو جو آپ کے ہاتھ مین تھا
حرکت دی تو وہ سانپ ہو گیا اور آخر کو اوسکے خوف سے رشید کو تپ آگئی اور آخر کار اوسنے آپکو قید سے
رہا کر دیا اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن موسے الرضا علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ جب
آپکی امامت کی شہادت اونا طلب کی گئی تو زمین اور جمادات جو اوس جگہہ تھے سب نے
گواہی آپ کی امامت کی دی اور آپ مسجد مدینہ مین داخل ہوئے تو دیوارین اور لکڑیان
آپ سے باتین کرنے لگین اور آپ پر سلام کرنے لگین دوسرے یہ کہ ابراہیم ابن سہل نے

آپ کے امامت کی نسبت شک کیا تو آپ نے کہا کہ کیا دلیل امامت کی چاہتا ہے اوسنے کہا کہ
امام کی یہ شناخت ہے کہ خبر غیب کے دے اور مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر سکے بحکم خدا
پس آپ نے کہا کہ تیرے پاس پانچ اشرفیان ہین اور تیری جورو کو مرے ہوے ایک سال کا
ہوا اوسکو مین نے بحکم خدا زندہ کر دیا ہے اور اوسکو ایک سال کے لئے تیرے پاس چھوڑتا
ہون بعد ازان اوسکی روح قبض کر لونگا وہ اپنے گھر گیا اور اپنی جورو کو زندہ پایا اور اوس سے
پوچھا تو کیونکر زندہ ہوئی اور اوسنے کہا کہ ایک شخص نے جو گندم گون تھے اور صورت حضرت
کی سب بیان کر کے یہ کہا کہ اونہون نے کہا کہ تو اپنے شوہر کے پاس جا اور بعد موت کے تجھکو
اللہ تعالے ایک فرزند عطا کریگا پس اللہ تعالی نے اوسکو لڑکا عنایت کیا تیسرے یہ کہ
معید ابن حنبل شامی نے آپ کے پاس آکے کہا کہ آپ کے عجائب بہت مشہور ہین اگر آپ
چاہین تو مجھکو کسی امر سے مطلع کرین کہ اوسکو مین لوگونسے بیان کرون آپ نے کہا کہ تو کیا
چاہتا ہے اوسنے کہا کہ میرے مان باپ کو آپ زندہ کر دیجئے آپ نے کہا تو اپنے گھر مین جا
کہ بحکم خدا مین نے اونکو زندہ کر دیا وہ اپنے گھر مین گیا اور اپنے مان باپ کو زندہ پایا اور
دس دن تک وہ زندہ رہے اور پھر بعد ازان بحکم خدا وہ مر گئے چوتھے یہ کہ اولاد عباس
رضی اللہ عنہ نے مامون رشید سے کہا کہ وہ آپ سے محبت نکرے اور آپکو اپنا ولیعہد
نکرے اور آپ نے بھی اوس سے کہا کہ اے بھائی مجھکو اسکی حاجت نہین ہے اور مین
گمراہون کو مددگار نہین بنانا چاہتا کہ ناگاہ آپ کے دہنے شانے کیجانب ایک ششیر
نمایان ہوا اور بائین شانے کیجانب ایک افعی اور جو آپ کے گرد تھے اونپر حملہ
کیا پس مامون رشید نے کہا کہ تم مجھکو ایسے شخص کی محبت پر ملامت کرتے ہو پھر
راوی کہتا ہے کہ آپ کے حکم کے بموجب ایک دیوار سے رطب نکلے پانچوین یہ کہ اکثر
ایسا ہوتا تھا کہ لوگ آپ سے کوئی امر پوچھنا چاہتے تھے اور قبل اسکے کہ وہ آپ سے
پوچھین آپ اونکو اونکے سوالات کے جوابات شافی دیدیتے تھے اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کے ایک یہ ہی کہ ایک دن آپ ایک گائے سے باتین کرتے تھے
اور وہ سر اپنا ہلاتی تھی راوی نے کہا کہ یہ نہین آپ اوسکو حکم دین کہ وہ کلام کرے
پس آپ نے گائے سے کہا کہ کہہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ پس گائے نے

باداز فصیح یہ کلمہ کہا دوسرے یہ کہ ایک عورت نابینا لڑکے کو آپ کے پاس لائے اور آپنے اوسپر اپنا ہاتھ پھیر دیا وہ بینا
ہوگیا تیسرے یہ کہ ایک بوڑھیا عورت کی گائے مردہ کو جو اوسکی قوت کا مدار تہا دعا کرکے آپ نے بحکم
اللہ تعالی زندہ کر دیا چوتھے یہ کہ ایک دن ایک زیدی آپکی مجلس مین آیا جسکو کوئی نہ جانتا تہا آپنے
اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو نکال دے وہ زیدی اوسیوقت ایمان لایا پانچوین یہ بھی ہوتا تہا کہ کوئی
شخص کوئی امر حضرت سے پوچھنا چاہتا تہا اور ہنوز اوسنے پوچھا بھی نہین تہا کہ آپ اوسکو اوسکے
دل کے سوالونکا جواب بتا دیتے تھے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک
یہ ہے کہ آپ ہر زبان مین مثل زبان ترک اور روم اور صقالیہ کے اپنے غلامونسے گفتگو کرتے تھے
حالانکہ مدینہ سے کہین باہر نہین گئے تھے دوسرے یہ کہ ایک شخص نے آپ سے اللہ کی قسم کہا کے
کہا کہ میرے پاس کچھ نہین ہے آپ مجھکو کچھ عطا کرین آپ نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے دوسو اشرفیاں
تو نے دفن کی ہین اور اپنے غلام سے کہا کہ جو تیرے پاس ہو اسکو دیدے اوسنے اوسکو سو
اشرفیاں دین اور آپ نے کہا کہ جو اشرفیاں تو نے دفن کی تہین اونسے تو محروم رہیگا اور یہ واقع
ہوا کہ اوس شخص کے لڑکے نے مطلع ہوکے وہ اشرفیاں نکال لین اور جب اوس شخص نے
اونکو ڈہونڈہا تو وہ اشرفیاں اوسکو نہ ملین تیسرے یہ کہ عیسی ابن احمد نامی ایک شخص تہا جسکے
ہاتھ مین داغ برص ہوگیا تہا آپ نے دعا پڑھ کے اوسپر ہاتھ اپنا پھیر دیا اور وہ اچھا ہوگیا
چوتھے یہ کہ ہاشم ابن زید راوی ہے کہ مین نے دیکھا حضرت کو کہ اندھے کو آپ کے پاس لائے
اور آپ نے بحکم خدا اوسکو بینا کر دیا اور مٹی لیکے آپنے اوس سے ایک چڑیا کی شکل بنائے اور اوسمین
پھونک دیا پس وہ اوڑنے لگی راوی نے کہا کہ آپ مین اور حضرت عیسی ع مین کچھ فرق نہین
رہا آپ نے فرمایا کہ مین عیسی سے ہون اور عیسی مجھسے ہین پانچوین یہ کہ ایک دفعہ جب آپ حج سے
پھرے ایک خراسانی کو دیکھا کہ اوسکا گدھا مر گیا ہے اور وہ کھڑا رو رہا ہے کہ اب مین کسپر
اپنا اسباب رکھکر لیجاؤنگا آپ قریب اوس گدھے کے گئے اور کہا کہ وہ گائے بنی اسرائیل
کی اللہ تعالی کے نزدیک مجھسے زیادہ صاحب عظمت نہین تہی جسکے بعض اجزا کو مردے پر
مار دیا اور وہ زندہ ہوگیا پھر آپ نے اپنے داہنے پاؤنسے اوس گدہے کو ٹھوکر دی اور
کہا کہ کھڑا ہوجا بحکم اللہ تعالی پس گدہے نے حرکت کی اور کھڑا ہوگیا اور خراسانی اپنا اسباب
اوسپر رکھکر مدینہ مین آیا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک

یہ ہی کہ ایک دفعہ بحکم خلیفہ عباسی آپ کو جانوران درندہ کے درمیان مین اس غرض سے داخل کیا کہ وہ آپ کو
تکلیف دین آپ اونکے درمیان مین جا کے کہڑے ہوگئے اور بفراغ دل نماز پڑہنے لگے پس دیکہا سب نے
کہ آپ کہڑے نماز پڑہ رہے ہین اور وہ جانور آپکے گرد ہین دوسرے یہ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے
صحن مکان مین ایک چشمہ ظاہر کیا کہ جسمین سے شہد اور دودہ جوش مارتا ہوا نکلتا تہا اور سب اوس مین سے
پیتے تہے تیسرے یہ کہ اکثر آپ مقام سُر مَن رای کے بازار و نمین گذرتے تہے اور آپکا سایہ نہین ہوتا تہا
اور یہ بہت مشابہ بلکہ دراصل وہی معجزہ رسول اللہ کا ہی جسکا ذکر کتب عامہ وخاصہ مین ہو چکا ہی چوتہے یہ کہ
ایک دفعہ اہل عراق نے آپ سے شکایت مینہہ کی کی اور آپ نے کچہہ لکہکے اونکو دیدیا اور مینہ اونکے
یہان برسنے لگا اور جب بعد از آن اونہون نے شکایت مینہ کی کثرت کی کی تو آپ نے زمین پر مہر کر دی
اور مینہ موقوف ہوگیا پانچوین یہ کہ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہلا بہیجا کہ انوش نصرانی جو ہمارا
کاتب ہی اوسنے درخواست کی ہی کہ آپ اوسکے گہر مین جا کر اوسکے دونون لڑکونکے حق مین دعاے سلامتی
اور بقا کی کر دیجیے اور آپ اوسکے گہر مین گئے اور وہ سر و پا برہنہ باہر آیا اور اوسکے ساتہہ بہت سے
علما اور عابد نصاری کے تہے اور اوسنے کہا کہ مین نے یہ درخواست اسواسطے کی تہی کہ ہم کو انجیل سے
معلوم ہوا ہی کہ آپ حضرات کا مرتبہ مثل حضرت مسیح ابن مریم کے ہی حضرت نے کہا کہ الحمد للہ اور اپنے
گہوڑے پر سوار اوسکے گہر مین گئے اور سب لوگ تعظیم کے لئے کہڑے ہوگئے اور آپ نے کہا ایک
لڑکے کیطرف اشارہ کرکے کہ یہ لڑکا تیرا تیرے پاس باقی رہیگا اور دوسرا تین دن کے بعد تجہسے لے لیا
جائیگا اور جو باقی رہیگا وہ مسلمان ہوگا اور ہم اہلبیت سے محبت رکہیگا پس انوش نے کہا کہ واللہ اے
سید ہمارے ارشاد آپکا حق ہی اور مجہپر مرنا اس ایک لڑکے کا آسان ہی جب مین نے جانا کہ یہ دوسرا
مسلمان ہوگا اور آپ سے محبت رکہیگا پس بعض علماے نصاری نے کہا کہ تو مسلمان کیون نہین
ہوجاتا انوش نے کہا کہ مین مسلمان ہون اور میرے مولا اسکو جانتے ہین آپ نے کہا کہ یہ سچ
کہتا ہی اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہوتا کہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تیرے لڑکے کے مرنے کی خبر دی تہی مگر جیسا ہمنے
خبر دی تہی واقع نہوا تو ہم دعا کرتے کہ وہ لڑکا بہی تیرا باقی رہتا انوش نے کہا مین کچہہ نہین چاہتا مگر جو آپ
چاہتے ہین راوی کہتا ہی قسم بخدا کہ تیسرے دن وہ لڑکا مرگیا جسکے مرنیکی آپنے خبر دی تہی اور دوسرا
لڑکا بعد ایک برس کے مسلمان ہوگیا اور تا وفات حضرت کے حضرت کے دروازہ پر حاضر رہا اور
منجملہ معجزات حضرت امام محمد ابن الحسن صاحب الامر علیہ السلام کے ایک یہ ہی کہ ابوالادیان کہتے ہین کہ

مین

مین خدمت مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے حاضر رہتا تہا حضرت نے قبل اپنی وفات کے
چند خطوط مجہکو دئیے اور مدائن بہیجا اور کہا کہ پندرہوین دن تو سُرّمَن رائے مین واپس آئیگا
اور مجہکو مقام غسل پر پائیگا مین نے عرض کی پہر کون آپ کا قائم مقام ہوگا آپ نے کہا جو میرے
خطوط کا جواب تجہسے مانگے مین نے کہا کہ اور زیادہ کچہہ ارشاد ہو آپ نے کہا جو میری
نماز جنازہ پڑہے وہ میرا قائم مقام ہوگا مین نے کہا کچہہ زیادہ ارشاد ہو آپ نے
کہا جو خبر دیگا اوس کی جو ہمیان مین ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا راوی کہتا ہے کہ
پندرہوین دن جب مین واپس آیا تو مین نے خبر آپکے وفات کی سُنی اور آپکو آپکے
مقام غسل پر پایا اور جب آپکے بہائی جعفر نے آپکی نماز جنازہ پڑہنی چاہی تو راوی نے
دیکہا کہ ایک صاحبزادے باہر آئے اور کہا جعفر سے کہ ای چچا تم پیچہے کہڑے ہو کہ مجہکو زیادہ
حق اسکا ہے کہ مین اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑہون بعد ازان آپ مدفون
ہوئے اپنے باپ کی قبر کے پاس اور بعد اسکے اون صاحبزادے نے مجہسے کہا کہ لا جواب خطوط کے جو تیرے
پاس ہین اور مین نے اونکو حوالہ کر دئے بعد ازان کچہہ لوگ مقام قم سے آئے اور حضرت کی خبر
وفات پاکر پوچہا کہ کون قائم مقام آپکا ہی لوگون نے جعفر کو بیان کیا اونہون نے جعفر کے پاس
آکے سلام کیا اور رسم تعزیت و تہنیت ادا کی اور کہا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہین پس
آپ بتلائیے کہ وہ کسکے خطوط اور کسقدر مال ہی پس جعفر اپنے کپڑے جہاڑ کے اوٹہ کہڑے ہوئے
اور کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم علم غیب جانین پس ایک خادم باہر آیا اور کہا کہ تمہارے
پاس فلان فلان اشخاص کے خطوط ہین اور ایک ہمیان ہے جسمین اشرفیان ہین اور اوسمین
دس اشرفیان مطلا ہین پس اون لوگون نے خطوط حوالہ کر دئے اور مال دیدیا اور کہا کہ
جس شخص نے یہ خبر دی وہ امام ہین دوسرے یہ کہ جب رشیق بحکم معتضد معہ دو آدمیونکے
حضرت کے گہر پر آئے اور اونکو حکم دیا تہا کہ جسکو گہر مین پائین اوسکو قتل کر کے اوسکا سر
لائین تو اونہون نے گہر کا پردہ اوٹہایا تو اوسکے اندر ایک دریا بہتا ہوا پایا اور اوس
گہر کے منتہی پر ایک بوریا بچہا ہوا دیکہا اور دیکہا کہ ایک شخص اوس بوریے پر کہڑے نماز
پڑہ رہے ہین ایک شخص نے آپکے پاس جانے کا قصد کیا وہ پانی مین ڈوبنے لگا اوسکو
رشیق نے نکال لیا اور دیر تک وہ غشی مین پڑا رہا اور دوسرے نے بہی وہی قصد کیا

۷۳

اور اوسکا بھی وہی حال ہوا پس خوف زدہ ہو کر یہ لوگ واپس گئے تیسرے یہ کہ ایک شخص نے
آپکو خط لکھا اور یہ اطلاع دی کہ میرے لڑکا ہوا ہے مین اوسکا ساتوین دن عقیقہ اور ختنہ کرنا چاہتا
ہون آپ نے لکھا کہ نکر اور وہ لڑکا ساتوین یا آٹھوین دن مرگیا اور اوسکے مرنیکا حال حضرت کو
لکھا آپنے جواب مین لکھا کہ تیرے دو لڑکے اور ہونگے پہلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر
رکھنا اور اوسکے دو لڑکے جیسا آپ نے کہا تھا پیدا ہوئے چوتھے یہ کہ جس زمانہ مین آپ بہت
کم سن تھے اور گہوارہ مین لیٹے ہوئے تھے ایک خادم گہوارہ کے پاس گیا آپ نے پوچھا کہ مجھکو
تو پہچانتا ہے اوسنے کہا ہان آپ میرے آقا اور میرے آقا کے بیٹے ہین آپنے کہا کہ مین یہ نہین تجھسے
پوچھتا ہون اوسنے کہا آپ بیان فرمائے آپ نے فرمایا کہ مین خاتم الاوصیا ہون اور میرے ذریعہ سے
اللہ تعالی بلا دفع کریگا میرے خاندان اور میرے شیعون سے پانچوین یہ کہ قطب راوندی نے
لکھا ہے کہ یوسف ابن احمد جعفری نے روایت کی ہے کہ سنہ ۳۰۶ ہجری مین مین نے حج کیا اور تین سال
مکہ کا مجاور رہا بعد ازان طرف شام کے پھرا اثنائے راہ مین ایک روز نماز صبح قضا ہو گئی پس مین
محمل سے اوترا اور ارادہ نماز کا کیا کہ مین نے چار آدمیون کو ایک محمل مین دیکھا اور اوسکو دیکھکر
تعجب کرتا تھا کہ ایک شخص نے اونمین سے کہا کہ کس امر کا تعجب کرتا ہے اور تو نے نماز کو اپنی
چھوڑ دیا ہے مین نے کہا کہ تمکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا کہ آیا تو چاہتا ہے کہ اپنے
امام صاحب الزمان کو دیکھے مین نے کہا کہ ہان پس اوسنے ایک شخص کیجانب اون چار
شخصون مین سے اشارہ کیا مین نے کہا کہ اونکے لئے بہت سے دلائل اور علامتین ہین
اوسنے کہا کہ کیا تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ یہ محمل معہ اون آدمیونکے جو اوسمین ہین آسمان کی
جانب بلند ہو جائے یا فقط تنہا محمل آسمان کیجانب بلند ہو جائے پس مین نے کہا کہ انمین سے
جو امر ہوگا وہ ایک عمدہ دلیل ہوگا پس مین نے دیکھا کہ وہ محمل معہ اون لوگونکے جو اوسمین تھے
آسمان کیجانب بلند ہو گئی اور جن حضرت کی طرف اشارہ کیا تھا وہ گندم گون تھے اور رنگ
اونکا مثل کندن کے تھا اور اونکی دونون آنکھونکے درمیان مین یعنے پیشانی پر نشان سجدہ کا
تھا اللھم صل علی محمد وآل محمد ازکی الصلوۃ وابھی الصلوۃ وانمی الصلوۃ
وابقی الصلوۃ صلوۃ بعد صلوۃ صلوۃ لا ینتھی الی غایۃ من انعایات
واضح رہے کہ یہ چند معجزہ بطور نمونہ کے بہت سے معجزات مین سے روایات مین اختصار کرکے

نقل کیے گئے ہین اور جب یہ معجزے معجزات انبیائے سابقین کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھے
جائین تو یہ عمدہ دلیل اور شواہد رسالت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامت ائمہ
ہدی علیہم السلام کے ہین اور چونکہ یہ سب امور بنظر قدرت کاملہ اللہ تعالی کے ممکن ہین اور
اونکی روایت ایسی کثرت سے موجود ہے اور اونکے راوی ایسے لوگ ہین کہ جنکا اتفاق جہوٹھ پر
ممکن نہین ہے اور یہ شہادت شہادت معجزات انبیائے سابقین سے کسیطرح کم کثرت اور وقعت مین نہین ہے
اور قرآن مین جو بعض وقت آیات کے دکہلانے سے انکار ہوا تہا وہ خاص آیات سے اور ایک وقت
خاص مین انکار ہوا تہا جسکو کفار چاہتے تہے کہ وہ آیت ہمیشہ اونکے ساتھ رہی اور اوس مین
خوف تہا کہ اسصورت مین بوجہ گستاخی بہت سے بندگان خدا جنکا زندہ رکہنا مصلحت تہا معذب
ہو جاتے اسوجہ سے انکار ہوا تہا مگر یہ بہی قرآن سے ثابت کہ بہت سے معجزات خود حضرت نے
دکہلائے اور معجزہ شق قمر تو قرآن مین صریح مذکور ہی اور قرآن خود بہی معجزہ ہی پس ان معجزات اور معجزات
رسول اللہ صلعم کا اعتقاد کرنا ضرور ہی اور جسکو زیادہ معجزات کا دریافت کرنا منظور ہو کتاب مدینۃ المعاجز
کیطرف رجوع کرے جسمین پانچسو چودہ معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ
معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے اور ایک سو اٹھارہ معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام
کے اور ایک سو چہہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اور ایک سو تریسٹھہ معجزات حضرت امام جعفر صادق علیہ
السلام کے اور ایک سو تینتیس معجزات حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام کے اور ایک سو
اکسٹھہ معجزات حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے اور چوراسی معجزات حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کے اور ترانوے معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے اور
ایک سو چونتیس معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اور ایک سو ستائیس معجزات
حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے منقول ہین اور کسیقدر معجزات ائمہ علیہم السلام کے بہی
ملا جامی نے جو اہل سنت سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوہ مین لکہے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

حواشی متعلق صفحہ ۳۶ ۔ ناطق جزو ذاتی انسان کا نہوگا اور اثبات علم کا انسان کو نظر
اوسکی ذات کے نہوگا اور اگر صرف نفس ناطقہ مصداق لفظ انسان کا قرار دیا جائے جیسا کلام محقق علیہ الرحمہ سے مفہوم ہوتا ہی تو
حیوان وغیرہ کا اطلاق جائز نہوگا مگر یہ کہا جائے کہ اسکا التزام کر لیا جائیگا لیکن یہ بالکل اصول

حکما اور نیز اطلاقات شرعیہ کے بھی خلاف ہی اور یہ بالکل خلاف بداہت بھی ہی کہ انسان کوئی اور شی ہی جو غیر اوسکی جسم مشاہد کی ہی
پانچوین یہ کہ خواب و بیداری سے ثابت اسکی ہین کہ نفس ناطقہ کو کلال عارض ہوتا ہی اور یہ بھی دلیل اوسکی جسمانی ہونیکی ہی چھٹے یہ کہ زوال
ادراکات کا بمجرد موت بدن اور خارج ہو جانے بعض اجزاء باطنی انسان کی دلیل اس امر کی ہے
کہ جسکے ذریعہ سے علم و ادراک انسانکو ہوتا ہے وہ جسمانی ہے ساتوین بنا اکثر آلات ادراک
جسمانی کی ایسی صورت پر ہی کہ جو مثبت ہی اس امر کے ہونے کی کہ جو اصل منشاء ادراکات کا ہے
وہ اندر جسم انسانکے ہی آٹھوین یہ کہ نفس ناطقہ کا حدوث بحدوث جسم اور اوسکا فنا بے آثار
بموت جسم اور بہ خارج ہونے بعض اجزاء باطنیہ کے اوسمین سے صریح دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی
ہی نوین یہ کہ یہ کمال ظاہر ہی کہ عقل بالبداہت حکم کرتی ہی کہ نفس زید کا کسیطرح اوسکے
جسم سے علیحدہ نہین ہے بلکہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ جہان جسم زید کا ہوتا ہی اور جہان
وہ منتقل ہو کر جاتا ہے وہین اوسکا نفس بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہی اور اوسی جگہہ آثار
نفس کے ظہور مین آتے ہین اور یہ عمدہ دلیل نفس انسانکی جسمانی ہونیکی ہے دسوین اگر
نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو ضرور تہا کہ ہمکو علم نفوس فلکی او عقول عشرہ مظہرہ حکما کا باسانی اور
اوسیطرح بادنی فکر ہونا جیسا کلیات کا علم حاصل ہوتا ہی حال آنکہ یہ ظاہر البطلان ہے اور مشغول
ہونا نفس کا جسمانی تدبیرات مین مانع اسکا نہین ہو سکتا جیسا دیگر علوم مذکورہ کا مانع نہین ہو سکتا ہے
گیارہوین علاوہ ازین اسقدر اثر جسم کا نفس پر کہ اوسکے انتظامات مین مشغول ہونا مانع بعض
تاثیرات نفس کا ہو سکے درحقیقت دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی ہے بارہوین اگر نفس ناطقہ مجرد
ہوتا تو اوسکو تحصیل علوم مین ضرورت تدریج کی نہوتی تیرہوین اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق
صفات نفسانیہ مین ممکن نہوتا بلکہ ضرور تہا کہ سب ذکی اور شجاع ہوتے چودہوین اگر نفس
ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق صفات نفسانیہ مین حسب امزجہ صفراوی اور دموی اور بلغمی اور سوداوی
نہوتا حال آنکہ یہ ظاہر ہی کہ صفراوی مزاج اکثر مائل بذکاوت ہوتے ہین اور دموی بھی برخلاف
بلغمی اور سوداوی کی پندرہوین اثر اغراض نفسانیہ کا مثل ہم اور غم اور غضب و فرح کے
بدن مین اسطرح ظاہر ہوتا ہی کہ جسکے وجہ سے مزاج مناسب حالات مذکورہ بدن مین پیدا ہو جاتا
ہی اور برخلاف اسکے اثر امراض جسمانیہ کا نفس مین ظاہر ہوتا ہی مثلاً سوداوی مزاج کے
پیدا ہونے سے جنون وغیرہ عارض ہو جاتا ہی تو یہ عمدہ دلیل اسکی ہی کہ نفس ناطقہ جسمانی ہی نہ مجرد

سولہوین[۱۶] اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو کشف اون علوم کا جو بلا واسطہ آلات جسمانی اوسکو حاصل ہوتے
ہین بمقابلہ کشف اون علوم کے جو بذریعہ حواس اور آلات جسمانیہ حاصل ہوتے ہین زیادہ تر عام
ہوتا مگر برخلاف اسکے محسوسات کا کشف زیادہ اعم ہوتا ہی پس اس سے بھی اوسکا جسمانی ہونا ثابت
ہی سترہوین[۱۷] اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو اول اوسکو علم مجردات کا حاصل ہوتا مگر برخلاف اس کے
اول اوسکو علم محسوسات کا حاصل ہوتا ہی اٹھارہوین[۱۸] یہ ظاہر ہی جب کسی عضو کو انسان کے اسطرح
باندھدین کہ وہ سُن ہو جائے تو اسمین شبہہ نہین کہ اوسکا ادراک خاص اسوجہ سے جاتا رہتا ہے کہ
بعض اجزاء جسمانی کی آمد و رفت کی راہ اوسمین مسدود ہو جاتی ہی اور اس سے بھی مدار ادراکات
یعنی نفس کا جسمانی ہونا ثابت ہوتا ہے اونیسوین[۱۹] پھر جب زیادہ خون بوجہ زخم کے یا کسیطرح جسم
انسان سے نکل جاتا ہی اور اوسکے ساتھ وہ اجزا بھی نکل جاتے ہین جنکا حامل خون ہی تو اکثر آدمی مر
جاتا ہی اور اوسکا ادراک جاتا رہتا ہی تو یہ بھی اسکا مثبت ہی کہ نفس یعنی مبدأ درک انسان کا جسمانی ہی
بیسوین[۲۰] بوقت موت انسان اکثر مشاہد ہوتا ہی کہ اعضا مین کشش پیدا ہوتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی چیز کھینچکر تمام بدن سے نکلتی ہی اور اوسکے بعد ادراک جاتا رہتا ہی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
منشاء ادراک جسمانی اور تمامی اعضا مین ساری ہی اکیسوین[۲۱] عمدہ حکمانے اتفاق کیا ہی اور متاخرین نے
صراحت کی ہی کہ ادراک جزئیات جسمانی و محسوسات بھی سوائے مجرد کے جسمانی کیلیے ممکن نہین ہے
پس بموجب اس قول کے جملہ حیوانات کے لئے نفس مجرد تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور ادراک ایسے نفوس
مجردہ کا محض صرف جزئیات کے ادراک مین ممکن التسلیم نہین ہی تو پھر انسان اور دیگر حیوانات مین فرق بوجہ نطق کے
باقی نرہیگا مگر بموجب قول جسمانیت نفس کے ہر انسان اور ہر حیوان کیلیے ایک نفس ہے مگر بوجہ لطافت جسمیت نفس
کے ان مین فرق ہی اور روح انسانی الطف اور ارفع العالم ہی بائیسوین[۲۲] یہ جو قران مین ہی کہ نفخت فیہ
من روحی یعنے پھونکی اوسمین یعنے بدن انسانی مین اپنی روح پھونکدی اور یہ کہ واللہ یتوفی
الانفس کا بھی مضمون جو وارد ہی جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ قبض کرنیوالا نفوس انسانیکا ہے
اور علاوہ ازین جو احادیث مثبت قبض روح اور اوسکے مقامات مناسبہ پر منتقل کرنیکے ہین
یہ بھی بظاہر موئد نفس ناطقہ کی جسمانی ہونیکے ہین اور جو دلائل نفس ناطقہ کے مجرد ہونیکے کتب
مین مذکور ہین وہ قوی نہین ہین مثلاً یہ دلیل جو اس کتاب مین مذکور ہی کہ اگر نفس بدن یا جزو بدن ہوتا

تو متصف علم کے ساتھ نہو تھا اسوجہ سے لایق اعتراض ہی کہ یہ امر ممنوع ہی کہ کوئی جزو بدن متصف علم کے ساتھ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ گو اجزاء کثیفہ بدن کے متصف بعلم نہون مگر وہ جزو لطیف بدن کا کہ جسکے حامل رطوبات اصلیہ بدن ہین اور وہ تمام اعضا مین ساری ہی اور جو درحقیقت سنفا علم و ادراکات انسان کا ہی اوسکا متصف بعلم نہونا کسیطرح ثابت اور مسلم نہین ہو سکتا ہی اور جو دلیل اس تقریر سے کیگئی ہی کہ کلیات بسیط کا علم نفس کو حاصل ہوتا ہی اور اسصورت مین بسیط ہونا نفس کا ضرور ہی جو محل ان علوم مجردہ و بسیطہ کا ہی ورنہ تقسیم اون علوم کی جو بسائط ہین بوجہ تقسیم ہونے اونکے محال کے لازم آئیگی اسوجہ سے ضعیف ہی کہ مدار اس دلیل کا اس قول پر ہی کہ علم بحصول صورت معلوم ہوتا ہے اور یہ مسلم نہین ہے اور علاوہ ازین مرکب کا محل بسیط ہوتا بدون اسکے کہ تقسیم بسیط کے لازم آئے ممکن ہی کیونکہ نقطہ جسم مین حال ہی حال آنکہ جسم مرکب ہی اور نقطہ بسیط ہی اور یہ جو کہا گیا ہے کہ سن شیخوخت اور ضعف اعضا مین علوم مین زیادہ ترقی ہوتی ہی یہ بھی ضعیف ہی اسواسطے کہ یہ ترقی بوجہ اجتماع اون علوم کے ہوتی ہی جو زمانہ دراز تک حاصل ہوئے ہین پس زیادہ تر محل اعتماد وہی قول جسمانیت نفس ہے جسکی زیادہ تر دلائل عقلی و نقلی موید ہین فتامل لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۲ ۵ کہ فرمایا حضرت نے کہ رجوع کرینگے حضرت رسول اللہ ص اور حضرت امیر المومنین ع اور باقی ائمہ علیہم السلام اور اسیطرح بہت سے روایات کتب معتبرہ مین مذکور ہین مثل بحار وغیرہ کے پس جو اونکو دریافت کرنا چاہے اون کتب کیطرف رجوع کرے ۱۲ منہ عفی عنہ تمت تمام شد

تقریظ از افادات جناب سیدنا العلامہ و مولانا الفہامہ بحر العلوم والحکم ہادی البرایا والامم حجۃ الاسلام مجتہد الانام امام الفقہاء العظام تاج العلماء الاعلام السید السند والعلم المفرد جناب مولوی السید علی محمد صاحب ادام اللہ ظلال افاداتہ وایدہ بتائید اللہ وبرکاتہ

باسمہ سبحانہ وبحمدہ ما اعلی شانہ

عجالہ رائعہ وعلالہ نافعہ ومختصر شریف وموجز لطیف منہج الوصول الی علم الاصول کہ جو بپرداز پر رسالہ مفیدہ ومقالہ سدیدہ فصول اصول کے اردو زبان مین عموم نفع کے لئے تحریر کی گئی ہے نظر قاصر بخیف سے گذری واقعی یہ رؤس عقائد اسلامیہ ودقایق کلامیہ ومباحث رشیقہ ونکات انیقہ پر حاوی ہے اور علم ہدیٰ اور بدر دجیٰ ہے ؎ وفی کل لفظ منہ روض من المنی ✤ وفی کل سطر منہ عقد من الدرر کیونکر نہو حالانکہ یہ تحریر دلپذیر سے فاضل نحریر وعالم خبیر و بدر منیر بے نظیر شمس الوکلاء بدر الفضلاء والعلماء وحید زمن جناب مولوی السید محمد علی حسن صاحب دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ کے ہے حق سبحانہ تعالی اوس سے کافہ مومنین وجمیع شیعیان آل طہ ویسین کو نفعیاب فرمائے وہو الموفق والمعین

وعلیہ نتوکل وبہ نستعین ط

سید علی محمد

علی مع الحق والحق مع علی

حررہ بیمناہ الوازرہ علی بن محمد اوتی کتابہ بہا فی الاخرہ

باسمه تعالی

قطعه دیگر تاریخ اختتام طبع از مصنف رساله دام ظلّه السّامی

بفضل و لطف خداوند منعم علاّم / ز ختم طبع چون این نسخه یافت حسن تمام

کشود هر سر مویم بحمد و شکر زبان / که هست شکر کلید خزائن انعام

ادای شکر و لیکن چو بوده ناممکن / که این نوال نیرزد مگر بشکر دوام

ز طبع مصرع تاریخ او طلب کردم / که یادگار بماند بد هر نزد کرام

بگفت طبع بگو بی سر حجاب ای شمس / زهی لالی تحقیق حکمت اسلام +۱

سنه ۱۳۳۱ هجری

قطعه تاریخ طبع رساله نتیجه طبع وقاد فاضل جلیل مولوی السیّد محمّد امیر حسن صاحب المعروف بمولوی السیّد محمّد غلام جبار صاحب دام مجده السّامی صاحب زاده جناب مصنف علامه مدّ ظلّه العالی

للّه الحمد که از فضلِ عزیز و وهّاب / شد ازین مهر فزون نور و جلالِ اسلام

مرد دین شمس که از پرتوِ او پر نور است / ساحت عزت و تمکین رجالِ اسلام

حکمت دینِ مبین از دلِ او بجوش شده / سینه اش معدنِ هر علم و کمالِ اسلام

طبع والاش چو انداخته غلّ نور رشش / بدر تابان شده این تازه هلالِ اسلام

آمد این نسخه بی اہل سداد و نصفت / حجّت بالغه بر صدق مقالِ اسلام

هر که از ذوق حیات ابدی سرشار است / هان بیا شاد ازین جام زلالِ اسلام

بخل مردم بزر و سیم چو بینی هر سو / بنگر این بخشش گنج زر و مالِ اسلام

زیور کمال [illegible]ده چو این شاهد قدس ‌ ‌ ‌ شد بود بالا بجهان عز و کمال اسلام

چون دلم طالب تاریخ شد از طبع نکو ‌ ‌ ‌ که بود شاهد این نوخط و خال اسلام

خضر توفیق بجان بود لم آن نکته و مید ‌ ‌ ‌ که عیان گشته چو برهان کمال اسلام

گفت این نودس عرفان که نیابی مثلش ‌ ‌ ‌ هست بی شبهه عجب تازه نهال اسلام

پی سر حیلهٔ بخوان مصرع سال طبعش ‌ ‌ ‌ که مکمل شد مرآت جمال اسلام

قطعه تاریخ اختتام طبع رساله از مولفه جناب شمس العلما مولوی سید محمد علی حسن صاحب مدظله العالی از تصنیف فاضل ذی کرم المولوی سید محمد احتفاد الحسین صاحب البهیروی الواسطی دام مجده السامی

بیا بلطف بده ساقیا طهور بجام ‌ ‌ ‌ که نوبهار در آمد بگلشن اسلام

بیا لو ساغر کوثر کنون بده پیهم ‌ ‌ ‌ که داده صحن چمن را نسیم تازه نظام

بهوستان جهان از شمیم غنچه و گل ‌ ‌ ‌ دماغ اهل معانی معطر است تمام

گل معانی رنگین شگفته چون ز نسیم ‌ ‌ ‌ بهار تازه عیان شد بباغ علم کلام

ببین که شاهد معنی رخ از نقاب کشود ‌ ‌ ‌ ببین عروس چمن سر نموده طرفه خرام

سپهر اوج علی حسن که از فکر رسش ‌ ‌ ‌ سخن بعرشه عرش برین گرفته مقام

رخش چو مهر درخشان اوج عز و حشم ‌ ‌ ‌ نشان سجع چو اختر جبین چو ماه تمام

محیط فیض و یم کرم بحر علم و کنز حکم ‌ ‌ ‌ دلیل رشد و تقا هادی خواص و عوام

مدام سرخوش راح معارف و تحقیق ‌ ‌ ‌ مدام نغمه سرای محامد علام

به بین جهاد و غزائش بعرصهٔ تحقیق ‌ — به بین بدست و[ی] ایـ[ن] خامهٔ چو تیز حسام
بلطف و فیض عمیمش مفیض اهل جهان ‌ — بدست جود و عطا دستگیر بهر انام
شود چو طبلهٔ عطار عرصهٔ امکان ‌ — بیاد خلقش اگر سر کند نسیم خرام
مدام ظل همایون او بود ممدود ‌ — بحق خیر انام و بحق آل کرام
شود جمع کتابی چو مهر تابنده ‌ — بصفحه صفحه منور مثال ماه تمام
بیاض او همه پر نور همچو عارض حور ‌ — سواد او همه مشکین چو زلف عنبر فام
زفیض طبع بهارین و ابر خامهٔ او ‌ — گل نجات شگفته زهر نهال کلام
خزینه ایست ز تحقیق عمدهٔ اقوال ‌ — سر[ی] ز فخر نهند ش اگر بفرق انام
به چشم منصف حق بین هلال عید طرب ‌ — بقلب و جان معاند برنده همچو حسام
مشام خلق معطر شده بفضل خدا ‌ — ازین چمن که شگفته در و اصول کلام
بغوص فکر رسا این لآلی تحقیق ‌ — بسلک ضبط کشیده به بهترین نظام
بگفت خفر بگو بهر سالش ای احفاد ‌ — زهی صحیفه که تالیف شد ز علم کلام
سنه ۱۳۰۰ هجری

تمت بالخیر

Sd Kazim Husain resident of Katra Taiz Beg Lucknow